اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ امام احمد رضا خان قادری بریلوی قدس سرہٗ کے افکار کا حقیقی و تحقیقی ترجمان

شمارہ: ۲۵۱۔ نومبر ۲۰۱۹ء تا جنوری ۲۰۲۰ء/صفر تا ربیع الثانی ۱۴۴۱ھ۔ جلد: ۲۹

بانی مجلس رضا: حکیم اہلسنّت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

بانی ماہنامہ: پیرزادہ اقبال احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

ایڈیٹر

محمد منیر رضا قادری رضوی عفی عنہ

فہرست

خط و کتابت ترسیل زر اور ملنے کا پتا

Email:muslimkitabevi@gmail.com

نومبر 2019ء تا جنوری 2020ء

ماہنامہ

جہانِ رضا

لاہور

بیاد

مجدد دین و ملت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ

★ کیا یہود و نصاریٰ جنت کے مستحق ہیں

★ اہلسنت و جماعت میں رفض کے بڑھتے اثرات

★ کفر پر راضی ہونا بھی کفر ہے

★ بچوں کو قریب کیجئے

★ باطل اور بے اصل باتیں

تنم فرسودہ، جاں پارہ، زہجراں یارسول اللہ

کلام: مولانا عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمۃ

ترجمہ: ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری

تنم فرسودہ جاں پارہ ز ہجراں یارسول اللہ
دِلم پژ مردہ آوارہ ز عصیاں یارسول اللہ

یارسول اللہ! آپ کی جدائی میں میرا جسم بے کار اور روح ریزہ ریزہ ہوگئی
گناہوں کی آوارگی سے میرا دل بھی مردہ ہوگیا

❁❁❁❁

چوں سوئے من گزر آری منِ مسکیں ز ناداری
فدائے نقش نعلینت کنم جاں یارسول اللہ

یارسول اللہ! اگر آپ کبھی مجھ غریب اور آنے سے مجبور کو اپنا جلوۂ زیبا دیکھا دیں
تو میں آپ کے نشانِ کفش پا (جوتوں کے نشان) پر اپنی جان قربان کردوں

❁❁❁❁

ز کردہ خویش حیرانم سیہ شد روزِ عصیانم

پشیمانم پشیمانم پشیماں یارسول اللہ

یارسول اللہ! میں اپنے اعمال پر شرمندہ ہوں، گناہوں سے اعمال نامہ سیاہ ہو چکا

مجھے افسوس ہے، میں شرمندہ ہوں، آپ کے حضور نادم ہوں

❁❁❁❁

ز جام حُبِ تو مستم با زنجیر تو دل بستم

نمی گویم کہ من ھستم سخن داں یارسول اللہ

آپ کی محبت کے جام پی پی کر بے خود ہو گیا دل کو اسی زنجیر محبت میں باندھ لیا

یارسول اللہ! آدابِ گفتگو نہیں جانتا، بس آپ کو شفیع المذنبین جان کر پکارتا ہوں

❁❁❁❁

ز جام حُبِ تو مستم با زنجیر تو دل بستم

نمی گویم کہ من ھستم سخن داں یارسول اللہ

آپ کی محبت کے جام پی پی کر بے خود ہو گیا دل کو اسی زنجیر محبت میں باندھ لیا

یارسول اللہ! آدابِ گفتگو نہیں جانتا، بس آپ کو شفیع المذنبین جان کر پکارتا ہوں

❁❁❁❁

چوں بازوئے شفاعت را کشائی بر گنہ گاراں

مکن محروم جامیؔ را درا آں یارسول اللہ

روزِ محشر جب آپ گنہگاروں کو اپنے دامن میں چھپا کر شفاعت فرمائیں تو

یارسول اللہ! اس وقت اس جامیؔ کو اپنی شفاعت سے محروم نہ کیجیے گا

(۵ ربیع الاول ۱۴۴۱ھ/ ۳ نومبر ۲۰۱۹ء، کراچی)

یکم نومبر 1922ء سلطنت عثمانیہ کے خاتمے کا دن

1922ء میں آج ہی کے روز یعنی یکم نومبر کو 1299ء سے 1922ء تک قائم رہنے والی، تین براعظموں تک پھیلی سلطنت کا خاتمہ کیا گیا۔ اور خلافتِ عثمانیہ کے آخری سلطان محمد وحید الدین (محمد ششم) کو اُن کے عہدے سے برخاست کیا گیا اور یوں 623 سال تک قائم رہنے کے بعد سلطنت عثمانیہ کا باقاعدہ خاتمہ ہو گیا۔

پہلی جنگ عظیم میں سلطنت عثمانیہ کی شکست اور عراق، شام اور دیگر عرب علاقوں کے ساتھ فلسطین سے محروم ہو جانے کے بعد اک معاہدے پر دستخط نے ترک قوم پرستوں کو برانگیختہ کر دیا اور انہوں نے زمام کار ہاتھوں میں لیتے ہوئے سلطنت کے خاتمے کا اعلان کیا۔ اس معاہدے، جو تاریخ میں معاہدۂ سیورے کہلاتا ہے، کے مطابق سلطنت نے شام پر فرانس، فلسطین اور عراق پر برطانیہ کے قبضے کو تسلیم کیا اور ساتھ ساتھ حجاز کو بھی ایک آزاد ریاست کی حیثیت سے قبول کیا تھا۔ اس پر احتجاجاً قوم پرستوں نے مجلس کبیر ملی کے نام سے انقرہ میں مصطفیٰ کمال کی زیر صدارت الگ اسمبلی قائم کر ڈالی اور محمد ششم کو عہدے سے ہٹا کر انہیں ناپسندیدہ شخصیت قرار دے کر جلاوطن کر دیا۔ ابتداء میں نئی حکومت نے خلافت کا عہدہ ختم نہ کیا اور عبدالمجید آفندی کو خلافت کے عہدے پر فائز کیا لیکن 1924ء میں سلسلہ خلافت کو بھی موقوف کر دیا گیا اور یوں سلطنت اور خلافت دونوں کا خاتمہ ہو گیا۔

خلافت عثمانیہ کے خاتمہ میں یہودی کردار

اسرائیل کے وزیر دفاع جنرل شاؤل موفاز نے

کہا تھا کہ چند روز تک عراق پر ہمارا قبضہ ہوگا اور ہمارے راستے میں جو بھی رکاوٹ بنے گا اس کا حشر عراق جیسا ہی ہوگا۔ جنرل موفاذ نے خلافت عثمانیہ کا حوالہ بھی دیا ہے کہ عثمانی خلیفہ سلطان عبدالحمید نے ہمیں فلسطین میں جگہ دینے سے انکار کیا تھا جس کی وجہ سے ہم نے نہ صرف ان کی حکومت ختم کر دی بلکہ عثمانی خلافت کا بستر ہی گول کر دیا۔ اب جو اسرائیل کی راہ میں مزاحم ہوگا اسے اسی انجام سے دو چار ہونا پڑے گا۔ آج سے ایک صدی قبل سلطان عبدالحمید خلافت عثمانیہ کے تاجدار تھے جن کا تذکرہ جنرل شاؤل موفاذ نے اپنے مذکورہ بیان میں کیا ہے۔ خلافت عثمانیہ کا دار السلطنت استنبول (قسطنطنیہ) تھا اور فلسطین، اردن، عراق، شام، مصر اور حجاز سمیت اکثر عرب علاقے ایک عرصہ سے خلافت عثمانیہ کے زیر نگین تھے۔ فلسطین خلافت عثمانیہ کا صوبہ تھا اور بیت المقدس کا شہر بھی عثمانی سلطنت کے اہم شہروں میں شمار ہوتا تھا۔ یہودی عالمی سطح پر فلسطین میں آباد ہونے اور اسرائیلی ریاست کے قیام کے ساتھ ساتھ بیت المقدس پر قبضہ کر کے مسجد اقصیٰ کی جگہ ہیکل سلیمانی تعمیر کرنے کا پروگرام بنا چکے تھے اور اس کے لیے مختلف حوالوں سے راہ ہموار کرنے کی کوششوں میں لگے ہوئے تھے۔ سلطان عبدالحمید مرحوم نے اپنی یادداشتوں میں لکھا ہے کہ یہودیوں کی عالمی تنظیم کا وفد ان کے پاس آیا اور ان سے درخواست کی کہ انہیں فلسطین میں آباد ہونے کی اجازت دی جائے۔ چونکہ عثمانی سلطنت کے قانون کے مطابق یہودیوں کو فلسطین میں آنے کی اور بیت المقدس کی زیارت کی اجازت تو تھی مگر وہاں زمین خریدنے اور آباد ہونے کی اجازت نہیں تھی۔ چنانچہ بیسویں صدی کے آغاز تک پورے فلسطین میں یہودیوں کی کوئی بستی نہیں تھی، یہودی دنیا کے مختلف ممالک میں بکھرے ہوئے تھے اور کسی ایک جگہ بھی ان کی ریاست یا مستقل شہر نہیں تھا۔ سلطان عبدالحمید مرحوم نے یہ درخواست منظور کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ اسرائیل، بیت المقدس اور فلسطین کے بارے میں یہودیوں کا عالمی منصوبہ ان

کے علم میں آچکا تھا اس لیے ان کے لیے یہ ممکن نہیں تھا کہ وہ اس صورتحال میں یہودیوں کو فلسطین میں آباد ہونے کی اجازت دیتے۔ سلطان مرحوم کا کہنا ہے کہ دوسری بار یہودی لیڈروں کا وفدان سے ملا تو یہ پیشکش کی کہ ہم سلطنت عثمانیہ کے لیے ایک بڑی یونیورسٹی بنانے کے لیے تیار ہیں جس میں دنیا بھر سے یہودی سائنس دانوں کو اکٹھا کیا جائے گا اور سائنس اور ٹیکنالوجی میں ترقی کے لیے یہودی سائنسدان خلافت عثمانیہ کا ہاتھ بٹائیں گے، اس کے لیے انہیں جگہ فراہم کی جائے اور مناسب سہولتیں مہیا کی جائیں۔ سلطان عبدالحمید مرحوم نے وفد کو جواب دیا کہ وہ یونیورسٹی کے لیے جگہ فراہم کرنے اور ہر ممکن سہولتیں دینے کو تیار ہیں بشرطیکہ یہ یونیورسٹی فلسطین کی بجائے کسی اور علاقہ میں قائم کی جائے۔ یونیورسٹی کے نام پر وہ یہودیوں کو فلسطین میں آباد ہونے کی اجازت نہیں دیں گے لیکن وفد نے یہ بات قبول نہ کی۔ سلطان عبدالحمید مرحوم نے لکھا ہے کہ تیسری بار پھر یہودی لیڈروں کا وفدان سے ملا اور یہ پیشکش کی کہ وہ جتنی رقم چاہیں انہیں دے دی جائے گی مگر وہ صرف یہودیوں کی ایک محدود تعداد کو فلسطین میں آباد ہونے کی اجازت دے دیں۔ سلطان مرحوم نے اس پر سخت غیظ وغضب کا اظہار کیا اور وفد کو ملاقات کے کمرے سے فوراً نکل جانے کی ہدایت کی نیز اپنے عملہ سے کہا کہ آئندہ اس وفد کو دوبارہ ان سے ملاقات کا وقت نہ دیا جائے۔ اس کے بعد ترکی میں خلافت عثمانیہ کے فرمانروا سلطان عبدالحمید مرحوم کے خلاف سیاسی تحریک کی آبیاری کی گئی اور مختلف الزامات کے تحت عوام کو ان کے خلاف بھڑکا کر ان کی حکومت کو ختم کرا دیا گیا۔ چنانچہ حکومت کے خاتمہ کے بعد انہوں نے بقیہ زندگی نظر بندی کی حالت میں بسر کی اور اسی دوران مذکورہ یادداشتیں تحریر کیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ انہیں خلافت سے برطرفی کا پروانہ دینے کے لیے جو وفد آیا اس میں ترکی پارلیمنٹ کا یہودی ممبر قرہصو آفندی بھی شامل تھا جو اس سے قبل مذکورہ یہودی وفد میں بھی شریک تھا۔ اور یہ اس

بات کی علامت تھی کہ سلطان مرحوم کے خلاف سیاسی تحریک اور ان کی برطرفی کی یہ ساری کارروائی یہودی سازشوں کا شاخسانہ تھی جس کی تصدیق اب تقریباً ایک صدی گزر جانے کے بعد اسرائیلی وزیر دفاع جنرل موفاذ نے بھی مذکورہ بیان میں کردی۔

سلطان عبدالحمید رحمۃ اللہ علیہ ایک غیرت مند اور باخبر حکمران تھے جنہوں نے اپنی ہمت کی حد تک خلافت کا دفاع کیا اور یہودی سازشوں کا راستہ روکنے کی ہر ممکن کوشش کرتے رہے لیکن ان کے بعد بننے والے عثمانی خلفاء کٹھ پتلی حکمران ثابت ہوئے جن کی آڑ میں مغربی ممالک اور یہودی اداروں نے خلافت عثمانیہ کے خاتمے کے ایجنڈے کی تکمیل کی اور 1924ء میں خلافت کا خاتمہ ہو گیا۔ ترکوں نے عرب دنیا سے لاتعلقی اختیار کر کے ترک نیشنلزم کی بنیاد پر سیکولر حکومت قائم کر لی، جبکہ مکہ مکرمہ کے غدار گورنر حسین شریف نے، جو اردن کے موجودہ حکمران شاہ عبداللہ کے پردادا تھے، خلافت عثمانیہ کے خلاف مسلح بغاوت کر کے عرب خطہ کی آزادی کا اعلان کر دیا۔ انہیں یہ چکمہ دیا گیا تھا کہ خلافت عثمانیہ کے خاتمہ کے بعد ان کی خلافت عالم اسلام میں قائم ہو جائے گی مگر ان کے ایک بیٹے کو عراق اور دوسرے بیٹے کو اردن کا بادشاہ بنا کر ان کی عرب خلافت کا خواب سبوتاژ کر دیا گیا۔ حجاز مقدس پر آل سعود کے قبضہ کی راہ ہموار کر کے حسین شریف کو نظر بند کر دیا گیا جس نے باقی زندگی اسی حالت میں گزاری۔ یہ اس بیان کا مختصر سا پس منظر ہے جس میں اسرائیلی وزیر دفاع جنرل موفاذ نے خلافت عثمانیہ کے فرمانروا سلطان عبدالحمید کی معزولی اور خلافت عثمانیہ کے خاتمہ میں یہودی کردار کا ذکر کیا ہے۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ عالم اسلام کے دشمن کس قدر چوکنا، باخبر اور مستعد ہیں۔ اور اس کے مقابلہ میں ہماری بے حسی، بے خبری اور ناعاقبت اندیشی کی سطح کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائیں، آمین یارب العالمین......

☆......☆......☆......☆

کیا یہود و نصاریٰ جنت کے مستحق ہیں؟

مجدد مائۃ حاضرہ الشاہ امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ

مسئلہ: او، آر، ریلوے ٹیلیگراف ٹریننگ اسکول مرسلہ سید اعجاز احمد صاحب اسٹیشن ماسٹر ۲۰ رمضان ۱۳۳۷ھ

میرے تاجدار آقا، حضور کے سایہ رحمت میں حق سبحانہ و تعالیٰ اس کمینہ کو امان عطا فرمائے، ایک صاحب کہتے ہیں جس کا ماحصل یہ کہ اعمال صالحہ کرنے سے کبھی نہ کبھی جنت میں جائے گا اگرچہ کسی نبی یا خود حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان نہ لائے، اس پر یہ آیت پیش کرتا ہے۔ پارہ لا یحب اللہ سورۂ مائدہ ۱۰

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِئُونَ وَالنَّصَارَىٰ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ○

(القرآن الکریم: ۵/ ۶۹)

ترجمہ: ''اس میں کچھ شک نہیں جو کوئی مسلمان ہیں اور جو یہودی ہیں اور صابی اور نصاریٰ ان میں سے جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لاوے اور نیک عمل بھی کرے تو قیامت کے دن ایسے لوگوں پر نہ کسی قسم کا خوف طاری ہوگا اور نہ وہ آزردہ خاطر رہیں گے۔''

گویا کہ نصاریٰ یہودی وغیرہ اگر اللہ و روزِ آخرت پر ایمان لاویں اور نیک عمل کریں اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان نہ لاویں تب بھی جنت کے مستحق ہیں، میں نے اس شخص کو اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ (النساء: ۱۵۲) (اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ۔ت) اور نیز بعد کی آیت پڑھ کر سمجھایا کہ اول ایمان وعقیدہ ہے بعد کو اعمال صالحہ، اگر عقائد ٹھیک نہیں،

اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کی عظمت دل میں نہیں لاکھ اعمال صالحہ کرے جنت کا مستحق نہیں، اس کے جواب میں وہ یہ آیت پیش کرتا ہے حضور سے گزارش ہے کہ فوراً ہی اس کا رد اور اس آیت کے واضح معنی نیز بغیر مسلمان ہوئے لاکھ اعمال صالحہ کرے کسی طرح جنت کا مستحق نہیں اس کا ثبوت کلام مجید کی آیات سے ہو، ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کے اختیار ہے، گویا اس شخص کا ماحصل یہ کہ جو شخص مشرک نہیں اگرچہ کسی نبی پر ایمان نہ لائے اس کو اعمالِ صالحہ اس کے کام آویں گے یعنی وہ جنت کا مستحق ہے، ورنہ کلام سے ثبوت مانگتا ہے۔

الجواب: تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر ایمان لانا ضروری ہے: اللہ عزوجل اپنے غضب سے بچائے اور شیطان لعین کے دھوکوں سے پناہ دے۔ قرآن عظیم اول تا آخر انبیاء پر عموماً اور حضور پر نور سید الانبیاء علیہ وعلیہم افضل الصلوٰۃ والثناء پر خصوصاً ایمان لانے کا حکم دے رہا ہے، ان کی تکذیب کرنے والوں پر لعنت وعذاب اتار رہا ہے اور یہ کہ دین صرف دینِ اسلام ہے اور یہ کہ کافر کا کوئی عمل صالح نہیں سب باطل و ناکام ہے، جسے دن کو آفتاب نظر نہ آئے وہ اپنی آنکھوں کو روئے۔

روزِ قیامت کافروں کا حال: ہم صدہا آیاتِ کریمہ سے بعض کی تلاوت سے شرف لیں گے نہ اس لیے کہ جو دیدہ و دانستہ اندھا بنا ہو اس کی آنکھیں کھلیں اس کی تو قیامت کے دن بھی پٹ ہی ہوں گی۔

وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ عُمْيًا وَبُكْمًا وَصُمًّا

(القرآن الکریم: ۱۷/ ۹۷)

ترجمہ: ''اور ہم انہیں قیامت کے دن اُن کے منہ کے بل اٹھائیں گے اندھے اور گونگے اور بہرے۔ (ت)

بلکہ اس لیے کہ کوئی جاہل سا جاہل مسلمان کسی ملعون کے دھوکے میں نہ آجائے۔

اللہ تعالیٰ عزوجل کے ہر ہر کلام کی تصدیق دل سے کرنا ہی اللہ پر ایمان لانا ہے:
سب سے پہلے یہی آیت جو اس کج فہم نے اپنے ثبوت میں پیش کی یہی اس کے زعم پر لعنت برسا رہی ہے، اس میں اللہ پر ایمان لانا تو شرطِ نجات فرمایا ہے، اس قدر تو وہ شخص بھی جانتا ہے مگر اللہ پر ایمان ہوتا تو اللہ پر ایمان کے معنی جانتا، اللہ پر ایمان یہ نہیں کہ لفظ اللہ مان لیا بلکہ ایمان تصدیق کا نام ہے، جو اللہ عزوجل کے ہر ہر کلام کی تصدیق قطعی سچے دل سے کرتا ہو وہ اللہ عزوجل پر ایمان رکھتا ہے اور جو اس کے کسی کلام میں شبہہ بھی لائے اسے ہرگز اللہ پر ایمان نہیں کہ اس کی سب باتوں کی تصدیق نہیں کرتا۔

کسی نبی کی نبوت میں شک کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی پر ایمان نہیں رکھتا: اب کلام اللہ کو دیکھئے روشن تصریحوں سے انبیائے کرام و حضور سید الانام علیہ وعلیہم افضل الصلوٰۃ والسلام کی نبوت و رسالت کا بیان ہے، از اں جملہ **محمد رسول اللہ** محمد اللہ کے رسول ہیں، یس○ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ○ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ○ (القرآن الکریم: ۳۶ / ۱ تا ۳) اے سردار مجھے حکمت والے قرآن کی قسم بیشک تم رسولوں سے ہو، **واللہ یعلم انك لرسوله** (القرآن الکریم ۶۳ / ۱) اللہ خوب جانتا ہے کہ تم اس کے رسول ہو۔ یو ہیں نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ و ہارون و یعقوب و ادریس و الیاس و لوط و یونس و اسمٰعیل و اسحٰق و داؤد و سلیمان و زکریا و یحییٰ و ہود و شعیب و صالح وغیرہم انبیاء علیہم الصلوٰۃ و الثناء کی نسبت، تو جو ان میں کسی کی نبوت میں شک کرے اللہ تعالیٰ کی تصدیق نہیں کرتا تو ہرگز ہرگز اللہ ہی پر ایمان نہیں رکھتا کسی طرح اس آیت کے حکم میں نہیں آسکتا۔

رب تعالیٰ کی تکذیب کرنے والا کافر ہے: اصل یہ ہے کہ ایمان باللہ میں جملہ ضروریاتِ دین پر ایمان داخل ہے کہ ان میں سے کسی بات کی تکذیب رب کی تکذیب

ہے اور رب کی تکذیب رب کے ساتھ کفر ہے، پھر رب پر ایمان کہاں۔

آخرت کے دن پر ایمان لانا بھی ضروری ہے: یوم آخر بھی انہیں میں داخل ہے جسے مہتم بالشان ہونے کے سبب جُدا ذکر فرمایا، جس طرح آیۂ کریمہ:

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ○ (القرآن الکریم: ۲/ ۴)

ترجمہ: ''اور وہ کہ ایمان لائیں اس پر جو اے محبوب تمہاری طرف اُترا اور جو تم سے پہلے اترا اور آخرت پر یقین رکھیں۔'' (ت)

میں اسے تین بار ذکر فرمایا کہ وہ جو قرآن عظیم پر ایمان لاتے ہیں اور اس سے پہلی کتابوں پر بھی اور آخرت کا یقین رکھتے ہیں، آخرت پر ایمان قرآن عظیم پر ایمان میں آ گیا، پھر اگلی کتابوں پر ایمان میں آیا کہ سب میں اس کا ذکر ہے، تیسری بار اسے پھر جدا ذکر فرمایا ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا مسلمانوں سے وعدہ: ولہٰذا جابجا صرف ایمان باللہ و عمل صالح پر ایسے وعدے فرمائے یومِ آخر کا ذکر نہ فرمایا۔ مثلاً سورۂ طلاق میں:

وَمَن يُؤْمِن بِاللَّهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ قَدْ أَحْسَنَ اللَّهُ لَهُ رِزْقًا○ (القرآن الکریم: ۶۵/ ۱۱)

ترجمہ: ''جو اللہ پر ایمان لائے اور نیک کام کرے اللہ انہیں جنتوں میں لے جائے گا جس کے نیچے نہریں جاری ہیں ہمیشہ ان میں رہیں، بیشک اللہ نے ان کے لیے اچھا رزق لکھا ہے۔'' (ت)

حاصل کلام: اسی طرح سورۂ تغابن میں بالجملہ ایمان باللہ میں سب ضروریات کتابوں، رسولوں، فرشتوں، قیامت وغیرہا پر ایمان لانا داخل ہے، تو آیت کریمہ کا حاصل یہ ہے کہ مسلمان یہود، نصرانی، صابی کوئی بھی ہو جو تمام ضروریاتِ دین پر اسلام لائے (قرآن

عظیم کو کلام اللہ، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سچا رسول اللہ اور خاتم النبیین ماننے کہ سب ضروریاتِ دین اس میں آگئے جب تک وہ کوئی قول یا فعل منافی تصدیق نہ کرے) اور نیک کام کرے (یعنی شریعتِ مطہرہ محمد یہ کے مطابق کیونکہ ان کو خاتم النبیین مان چکا تو جو کام ان کی شریعت کے خلاف ہے منسوخ یا مردود ہے) اس پر کچھ خوف وغم نہیں۔

کافروں کی نجات صرف مسلمانوں کی طرح ایمان لانے پر ہے: خلاصہ یہ کہ نعمت کچھ انہیں اشخاص مسلمین کے لیے خاص نہیں بلکہ کوئی بھی ہو کسی بھی مذہب وملت کا ہو جو اسلامی عقیدے مانے اور شریعتِ محمدی پر چلے اس پر کچھ خوف وغم نہیں، تو آیہ کریمہ اس آیت کی نظیر ہے کہ:

فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا (القرآن الکریم: ۲/ ۱۳۷)

ترجمہ: ''اے مسلمانو! اگر یہود ونصاریٰ بھی ان تمام باتوں پر ایمان لے آئیں جن پر تمہارا ایمان ہے، تو وہ بھی راہ پا جائیں۔''

یہی مطلب اس آیت کا ہے، منکر سوچے کہ اب اس کا باطل شبہہ کدھر گیا، مسلمان دیکھیں کہ جو آیت اس کا رد ہے اسی کو اپنی سند بنایا، یہ اگر تعصب نہیں تو ابلیس لعین کا کیسا سخت دھوکا ہے۔ **وَالْعِيَاذُ بِاللّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِيْن۔**

جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ مانا وہ کافر ہے: آیت ۲، ایک سخت چالاکی بلکہ کلام اللہ میں تحریف کے قبیل سے ہے اس آیت کو دکھانا اور اس سے متصل اُوپر کی آیت کا چھپانا جو مطلب صاف فرما رہی ہے، وہ آیہ کریمہ یہ ہے:

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَسْتُمْ عَلَىٰ شَيْءٍ حَتَّىٰ تُقِيمُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنجِيلَ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِّنْهُم مَّا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ○ (القرآن الکریم: ۵/ ۶۸)

ترجمہ: ''اے محبوب! ان یہود و نصاریٰ سے فرمادو کہ اے کتاب والو! تم نرے باطل پر ہو جب تک توریت و انجیل اور جو کچھ تمہارے رب سے تمہاری طرف اترا تھا اسے قائم نہ کرو، اور اے محبوب! بیشک ان میں بہتوں کو اس قرآن سے سرکشی اور کفر بڑھے گا تو تم ان کافروں کا غم نہ کھاؤ۔''

قرآن عظیم فرماتا ہے کہ یہود و نصاریٰ جب تک توریت و انجیل کو قائم نہ کریں نرے باطل پر ہیں اور قرآن سے سرکشی کرکے کافر، جو شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ مانے اس کا قرآن عظیم سے سرکشی کرنا تو ظاہر و واضح اور اس نے توریت و انجیل بھی قائم نہ کی کہ ان میں بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارتیں تھیں۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت پانے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانا ضروری ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِندَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ (القرآن الکریم:۷/۱۵۷)

ترجمہ: میں اپنی رحمت ان کے لیے لکھوں گا جو پیروی کریں گے رسول نبی امی کی جسے اپنے پاس لکھا ہوا پائیں گے توریت و انجیل میں۔

اور فرماتا ہے:

مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ ۚ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ ۖ (الی قوله تعالی) ذٰلك مثلهم فی التورٰئة و مثلهم فی الانجیل

(القرآن الکریم:۴۸/۲۹)

ترجمہ: محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل (الی قولہ تعالیٰ) ان کا یہ وصف توریت میں ہے اور ان کی ثناء ہے انجیل میں۔(ت)

اور عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قول ذکر فرماتا ہے:

وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِي

اِسْمُهُ أَحْمَدُ (القرآن الکریم: ۶۱/ ۶)

ترجمہ: میں بشارت دیتا آیا ہوں ان رسول کی جن کا نام پاک احمد ہے۔

حاصل کلام: تو جس نے احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ مانا اس نے توریت وانجیل قائم نہ کی بلکہ پھینک دی اور قرآن عظیم سے سرکش ہوا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ کافر ہے پھر ایمان میں کیونکر شامل ہوسکتا ہے، انصاف والے کے لیے خود وہی آیت کہ منکر نے پڑھی اور برابر کی آیت کہ اس نے چھوڑ دی، کفایت کرتی ہیں صدہا میں سے تبرکاً دو چار اور سن لیجیے۔

فلاں پانے کے لیے حضور پرُنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانا اور آپ کی تعظیم کرنا ضروری ہے: آیت ۳: آیۂ کریمہ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ میں حضور کے اوصاف کریمہ ذکر کرکے فرماتا ہے:

فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ ۙ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (القرآن الکریم: ۷/ ۱۵۷)

ترجمہ: تو جو اس نبی اُمی پر ایمان لائے اور اس کی تعظیم و مدد کی اور اس نور کے پیرو ہوئے جو اس کے ساتھ اتارا گیا وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

ثابت ہوا کہ جب تک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان نہ لائے اور ان کی تعظیم نہ کرے ہرگز فلاح نہ پائے گا اگرچہ اپنے زعم میں کیسے ہی نیک عمل رکھتا ہو۔

جو نبی امی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے وہی ہدایت پر ہے: آیت ۴: اس کے متصل فرماتا ہے:

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۖ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ (القرآن الکریم: ۷/ ۱۵۸)

ترجمہ: ''اے محبوب! تم فرمادو کہ اے

لوگو! میں تمام آدمیوں کی طرف اللہ کا رسول ہوں وہ کہ زمین و آسمان میں اسی کی بادشاہی ہے اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں وہی جلائے اور مارے، تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول نبی اُمی پر کہ اللہ اور اس کے کلاموں پر ایمان لاتا ہے اور اس کی پیروی کرو کہ تمہیں ہدایت ہو۔

معلوم ہوا کہ ہدایت تو نبی اُمی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماننے پر موقوف ہے جو ان کو نہ مانے اسے ہدایت نہیں اور جب ہدایت نہیں ایمان کہاں، تو مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالۡیَوۡمِ الۡآخِرِ (جو کوئی سچے دل سے اللہ اور قیامت پر ایمان لائے۔ت) میں کیونکر آ سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان میں جدائی ڈالنے والا پکا کافر ہے: آیت ۵:

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَن يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ أَن يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا ○ أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا ۚ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا ○ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ وَلَمْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ أُولَٰئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيهِمْ أُجُورَهُمْ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ○

(القرآن الکریم: ۴/ ۱۵۰ تا ۱۵۲)

ترجمہ: بیشک جو انکار کرتے ہیں اور اللہ اس کے رسولوں کا اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں میں جدائی ڈال دیں، اور کہتے ہیں کہ ہم کسی پر ایمان لائیں گے اور کسی کے منکر ہوں گے، اور چاہتے ہیں کہ سب پر ایمان اور سب سے کفر کے بیچ میں کوئی راستہ نکالیں وہی پورے پکے کافر ہیں، اور ہم نے کافروں کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائے اور ان میں کسی کے انکار اور باقی پر ایمان سے ان میں جدائی نہ ڈالی عنقریب اللہ ان کو ان کے ثواب دے گا اور اللہ بخشنے

والا مہربان ہے۔

اس آیۂ کریمہ نے صاف فرما دیا کہ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان میں جدائی ڈالنے والا پکا کافر ہے اور یہ کہ جو ان سب کو مانے اور ایک ہی کا منکر ہو وہ اللہ اور سب رسولوں کا منکر اور ویسا ہی پکا کھلا کافر ہے یہ نہیں کہ جو سب کو مانیں وہ مسلمان اور جو سب سے منکر وہ کافر اور یہ جو بعض کو مانتے اور بعض کے منکر ہیں کچھ اور ہوں، نہیں نہیں یہ بھی کل کے منکر کی طرح پورے کافر ہیں بیچ میں کوئی اور راہ نکل ہی نہیں سکتی۔

دین اسلام (دین محمدی) کے علاوہ کوئی اور دین اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول نہیں اور مسلمان صرف وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائے: آیت ۶:

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللهِ الْإِسْلَامُ۔ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ۔ وَمَن يَكْفُرْ بِآيَاتِ اللهِ فَإِنَّ اللهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ○ فَإِنْ حَاجُّوكَ فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ وَقُل لِّلَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْأُمِّيِّينَ أَأَسْلَمْتُمْ ۚ فَإِنْ أَسْلَمُوا فَقَدِ اهْتَدَوا ۖ وَّإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَاللهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ○ (القرآن الکریم: ۳/۱۹-۲۰)

ترجمہ: بیشک اللہ کے نزدیک دین یہی اسلام ہے یہود و نصاریٰ نے دانستہ براہِ سرکشی اس کا خلاف کیا اور جو اللہ کی آیتوں سے کافر ہوا بے غم نہ ہو اللہ جلد حساب لینے والا ہے، اگر وہ تم سے جھگڑیں تو فرما دو کہ میں اور میرے پیرو تو سب اللہ کے لیے اسلام لائے اور یہود و نصاریٰ و مشرکین سب سے کہو کیا تم مسلمان ہوتے ہو، اگر اسلام لائیں تو راہ پا جائیں اور منہ پھیریں تو تم پر صرف پہنچا دینا ہے اور اللہ بندوں کو دیکھ رہا ہے۔

اسلام کے سوا ہر دین کا پیرو آخرت میں خسارہ میں ہوگا: آیت ۷:

وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا

فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ○ (القرآن الکریم: ۳/ ۸۵)

ترجمہ: جو اسلام کے سوا کوئی اور دین چاہے وہ ہرگز قبول نہ فرمایا جائے گا اور اُسے آخرت میں خسارہ رہے گا۔

کافر حق کو چھپاتے ہیں: آیت ۸:

الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ ۖ وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ○

(القرآن الکریم: ۲/ ۱۴۶)

ترجمہ: یہود و نصاریٰ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایسا پہچانتے تھے جیسا اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اوران میں ایک گروہ دانستہ حق کو چھپاتا ہے۔

کافروں نے ایمان نہ لاکر خود کو عذاب الٰہی کا مستحق کرلیا: اور ساتویں پارہ میں اس کے بعد یوں فرمایا:

الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ○ (القرآن الکریم: ۶/ ۱۲)

ترجمہ: وہ جنہوں نے اپنی جان خسارہ میں ڈالی وہ ان پہچانے ہوئے نبی پر ایمان نہیں لاتے۔

رسول اللہ کے منکر پر اللہ تعالیٰ کی لعنت:

اور پہلے پارے میں صاف ترارشاد ہوا:

وَكَانُوا مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُم مَّا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ ۚ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ○ (القرآن الکریم: ۲/ ۸۹)

ترجمہ: اس سے پہلے اس نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے جب وہ جانا پہچانا تشریف لایا اس سے منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت کافروں پر۔

آخرت کی ساری بہاریں مسلمانوں کے لیے ہیں کافر اس سے یکسر محروم ہیں:

آیت ۹:

وَقَدِمْنَا إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنثُورًا○

(القرآن الکریم: ۲۵/ ۲۳)

ترجمہ: اور جو کچھ انہوں نے کام کیے

تھے ہم نے قصد فرما کر انہیں باریک باریک غبار کے بکھرے ہوئے ذرّے کر دیا۔ (ت)

اور فرماتا ہے:

أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا (القرآن الکریم:۴۶/۲۰)

ترجمہ: ان سے فرمایا جائے گا کہ تم اپنے حصہ کی پاک چیزیں اپنی دنیا ہی کی زندگی میں فنا کر چکے۔ (ت)

اور فرماتا ہے:

مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ

(القرآن الکریم:۲/۱۰۲)

ترجمہ: جس نے یہ سودا لیا آخرت اس کا کچھ حصہ نہیں۔ (ت)

اور فرماتا ہے:

لَا يَقْدِرُونَ عَلَىٰ شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوا ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ○

(القرآن الکریم:۲/۲۶۴)

ترجمہ: اپنی کمائی سے کسی چیز پر قابو نہ پائیں گے اور اللہ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا۔ (ت)

اور فرماتا ہے:

إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكَافِرِينَ ○

(القرآن الکریم:۷/۵۰)

ترجمہ: بیشک اللہ نے ان دونوں کو کافروں پر حرام کیا ہے۔ (ت)

اور فرماتا ہے:

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ ۚ قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ

(القرآن الکریم:۷/۳۲)

ترجمہ: تم فرماؤ کس نے حرام کی اللہ کی وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لیے نکالی اور پاک رزق، تم فرماؤ کہ وہ ایمان والوں کے لیے ہے دنیا میں اور قیامت میں تو خاص انہی کی ہے۔ (ت)

اور فرماتا ہے:

مَّثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ ۖ

أَعۡمَالُهُمۡ كَرَمَادٍ اشۡتَدَّتۡ بِهِ الرِّيحُ فِي يَوۡمٍ عَاصِفٍ ۖ لَّا يَقۡدِرُونَ مِمَّا كَسَبُوا عَلَىٰ شَيۡءٍ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الضَّلَالُ الۡبَعِيدُ ۝ (القرآن الکریم: ۱۴/ ۱۸)

ترجمہ: اپنے رب سے منکروں کا حال ایسا ہے کہ ان کے کام ہیں جیسے راکھ کہ اس پر ہوا کا سخت جھونکا آیا آندھی کے دن میں ساری کمائی میں سے کچھ ہاتھ نہ لگا، یہی ہے دُور کی گمراہی۔ (ت)

حاصل کلام: ان ساتوں آیتوں کا حاصل ارشاد یہ ہے کہ کافر اگر کوئی بظاہر نیک کام مثل تصدق وغیرہ کرے بھی تو اس کا بدلہ اسے دنیا ہی میں دے دیا جاتا ہے، آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں وہاں انہیں کچھ ہاتھ نہ آئے گا، جنت کا کھانا پینا کافروں کے لیے حرام ہے، پاکیزہ رزق اور زینت کے سامان آخرت میں خاص مسلمانوں کے لیے ہیں، کافروں کے اعمال کو اللہ تعالیٰ برباد کر کے ایسا کر دیتا ہے کہ جیسے روزن میں سے دھوپ آئے تو اس کے اندر ریزے سے اُڑتے نظر آتے ہیں اور ہاتھ میں لو تو کچھ نہیں، کافروں کے اعمال کی یہ مثال ہے کہ سخت شدید آندھی کے دن میں کہیں کچھ راکھ پڑی ہو جسے آندھی کے جھونکے اڑا لے گئے کہ اب وہ ذرے بھی نہیں دکھائی دیتے کچھ ہاتھ آنا تو بڑی بات ہے۔

دعائے رضا: نسأل الله العفو والعافية، رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوبَنَا بَعۡدَ إِذۡ هَدَيۡتَنَا وَهَبۡ لَنَا مِن لَّدُنكَ رَحۡمَةً ۚ إِنَّكَ أَنتَ الۡوَهَّابُ، وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيۡرِ خَلۡقِهٖ وَسَيِّدِ رُسُلِهٖ وَ اٰلِهٖ وَصَحۡبِهٖ اَجۡمَعِيۡنَ اٰمِيۡن، وَاللهُ تَعَالٰى اَعۡلَم

ہم اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت کا ہی سوال کرتے ہیں، اے ہمارے پروردگار! نہ ٹیڑھا فرما ہمارے دلوں کو بعد اس کے کہ تُو نے ہمیں ہدایت سے نوازا اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا فرما بلاشبہ تو ہی عطا فرمانے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہو تمام مخلوق سے افضل تمام رسولوں کے سربراہ اور اُن کے

آل واصحاب سبھی پر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۴، صفحہ ۶۹۸ تا ۷۰۷)

حدیث نجات کا مطلب: نیچری اس پر بہت زور دیتے ہیں، ڈپٹی نذیر احمد نے تو صاف لکھ دیا ہے کہ نجات کے لیے صرف ''لا الٰہ اِلَّا اللہ'' کافی ہے ''مُحَمَّدٌ رسول اللہ'' کی کچھ حاجت نہیں اور اس پر حدیث ''مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ دخل الجَنَّۃ'' (سنن ترمذی، کتاب الایمان، باب ماجاء فیمن یموت...... الخ، الحدیث ۲۶۴۷، ج ۴، ص ۹۲) سے سند لاتے ہیں۔ حدیث کا مطلب کیا ہے؟

ارشاد: حدیث ''حق'' ہے اور زعمِ خبیث (یعنی خبیث کا گمان) ''کفر''۔ ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ'' کلمہ طیبہ کا علم (یعنی نام) ہے جس سے پورا کلمہ مراد ہے۔ اگر کوئی کہے اَلْحَمْد سات بار کہو یا قُلْ ھُوَ اللہ گیارہ بار کہو، کیا اس سے صرف لفظ اَلْحَمْد یا لفظ قُلْ ھُوَ اللہ مراد ہوں گی! ہرگز نہیں بلکہ پوری سورتیں کہ اختصاراً جن کے نام یہ ہیں۔ کلمہ طیبہ کا اختصار لَا اِلٰہَ نہیں ہوسکتا تھا کہ نفی محض بلا استثنا تو مَعَاذَ اللہ کلمہ کفر ہے۔ لَاجَرَم (یعنی نتیجۃً/ضرور) نصف کلمہ اس کا اختصار ہوا۔ یہ ایک ظاہر جواب ہے۔

اور میرے نزدیک تو حقیقتِ امر یہ ہے کہ بے شک صرف لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ نجات کا ضامن ہے اور اسی سے وہ ملعون قول کہ ''مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللہ'' کی مَعَاذ اللہ حاجت نہیں، کفر خالص ہے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ سے فقط الفاظ مراد نہیں بلکہ اس کے معنی کی تصدیق ''سچے دل سے ایمان لانا کہ جس ذات جامعِ جمیع کمالات، مُنَزَّہ (یعنی پاک) از جمیع عیوب و نقائص کا علم پاک (یعنی نام) واقع میں اللہ ہے جس نے سچی کتابیں اتاریں، سچے رسول بھیجے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اَفْضَلُ الرُّسُل (یعنی سب رسولوں سے افضل) وَخَاتَمُ النَّبِیّٖن (یعنی سب سے آخری نبی) کیا، وہ جس کے کلام کا ایک ایک حرف یقینی قطعی حق ہے جس

میں کذب یا سہو یا خطا کا اصلاً کسی طرح اِمکان نہیں۔'' جس نے اللہ کو اس طرح پہچانا اُسی نے اللہ عزوجل کو جانا، اسی نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مانا اور جسے ضروریاتِ دین سے کسی بات میں شک یا شبہ ہے اس نے نہ ہرگز اللہ کو جانا، نہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مانا۔ مثلاً جو شخص لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پر ایمان کا دعویٰ رکھے اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نہ مانے وہ ایسے کی توحید کی گواہی دیتا ہے، ایسے کو اللہ سمجھا ہے جس نے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نہ بھیجا اور وہ ہرگز اللہ نہیں، اس نے اپنے خیال میں ایک باطل تصور جما کر اس کا نام اللہ رکھ لیا ہے۔ یہ اللہ پر مومن (یعنی ایمان لانے والا) نہیں بلکہ اللہ کے ساتھ مشرک (یعنی شرک کرنے والا) ہے۔ اللہ یقیناً وہ ہے جس نے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا تو اللہ پر ایمان وہی لائے گا جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان رکھتا ہے۔ اس پر تمام ضروریاتِ دین کو قیاس کرلو تو مثلاً جو اللہ عزوجل کا مقر (یعنی اقرار کرنے والا) اور قیامت کا منکر ہے یقیناً اللہ کا منکر اور اس اقرار میں مشرک ہے تو ایسے کو اللہ ٹھہرایا جو قیامت نہ لائے گا حالانکہ اللہ وہ ہے کہ قیامت جس کا سچا وعدہ ہے وَعَلٰی ھٰذَا الْقِیَاس۔

اب بفضلہٖ تعالیٰ معنی بے تکلف صحیح ہو گئے لہٰذا اپنے رسالہ ''باب العقائد والکلام'' میں ثابت کیا ہے کہ کفر صرف جہل باللہ کا نام ہے۔ جو اللہ کو صحیح طور پر جانتا مانتا ہے کافر نہیں ہوسکتا اور جو کافر ہے اللہ کو ہرگز نہیں جان سکتا اگرچہ کتنا ہی بڑا دعویٰ علم و معرفت کا کرے جیسے دیوبندیہ و وہابیہ و مرزائیہ و اَمْثَالُھُمْ (یعنی ان کی مثل دیگر کفار) خذلھُمُ اللّٰہُ تعالیٰ (یعنی اللہ انہیں رُسوا کرے)۔

(ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، حصہ دوم، ص ۲۷۵)

......☆......☆......☆......

کشمیر پر دیوبند اور جے این یو آمنے سامنے

محمد اسلم خان

چندہ خور بھارتی مولوی محمود مدنی اور کشمیر کی دو بیٹیوں کے درمیان جنگ جاری ہے۔ کشمیر پر جاری ظلم وستم نے مدرسہ دیوبند اور روشن خیال تابندہ روایات کی امین جواہر لعل یونیورسٹی (JNU) کو باہم مقابل لاکھڑا کیا ہے۔ دیوبندی کے ظالم مودی کی حمایت میں نکلے ہیں جبکہ JNU سے کشمیر کی دو بیٹیاں شہلا رضا اور صبا حمید مودی وحشت و بربریت کے خلاف نعرہ مستانہ بلند کر رہی ہیں صبا حمید نے تو گیٹس فاؤنڈیشن سے استعفیٰ بھی دے دیا ہے۔ ایک طرف دیوبند کے مصلحت کیش چندہ خور مولوی ہیں تو مقابل روشن خیال روایات کی امین دو دختران کشمیر ہیں جنہوں نے محمود مدنی کا چہرہ سچ کی طاقت سے مسخ کر کے رکھ دیا ہے۔ مولانا محمود مدنی، حسین احمد مدنی کے پوتے اور مولانا اسعد مدنی کے بیٹے، جہاد کے انتہا پسند غلط استعمال کے سخت خلاف ہیں۔

محمود مدنی کے مودی سے بہت گہرے مراسم ہیں، مولانا اپنے آباء واجداد کی طرح ہندو مسلم متحدہ قومیت کے بہت پرجوش حامی اور مبلغ ہیں، جس کے بارے اقبال نے ان کے دادا حسین احمد مدنی کو مخاطب کر کے کہا تھا۔ عجم آج تک روح اسلام کو نہیں سمجھ سکا کہ حسین احمد مدنی متحدہ ہندوستانی قومیت کا راگ الاپ رہا ہے۔

عجم ہنوز نداند رموز دیں ورنہ

ز دیوبند حسین احمد! ایں چہ بوالعجبی است
سرود بر سر منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است
بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است
مُلا کو جو ہے ہند میں سجدے کی اجازت
ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد

وہ ہندوستانی مسلمانوں کے مسائل میں پاکستان کی مداخلت کے شدید مخالف ہیں اسی طرح جب کشمیر میں دفعہ 370 ہٹائے جانے پر پاکستان نے عالمی برادری میں ہندوستان کے خلاف آواز اٹھائی تو مولانا محمود مدنی نے اس کے جواب میں پہلے دہلی اور پھر سوئزر لینڈ میں پریس کانفرنس کر کے پاکستان کی تردید کی اور یہ کہا کہ اگر پاکستان ہندوستانی مسلمانوں کا قائد بننا چاہ رہا ہے تو ہم اسے کبھی کامیاب نہیں ہونے دیں گے، انہوں نے مزید کہا کہ اس وقت ہم سمیت تمام ہندوستانی مسلمان اپنے وطن بھارت کے ساتھ ہیں اور رہیں گے۔

مولانا محمود مدنی نے جنیوا سوئیزر لینڈ میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ ہم نے کشمیر سے دفعہ 370 منسوخ کرنے کی مودی حکومت کی تائید و حمایت کی ہے تاکہ کشمیر اور لداخ کی ترقی ہو سکے۔ مولانا نے کہا کہ کشمیر کے معاملے میں کوئی بھی غیر ملک مداخلت نہیں کر سکتا کیونکہ یہ بھارت کا داخلی معاملہ ہے اور یہ کہ کشمیر بھارت کا اٹوٹ انگ ہے۔

مولانا مدنی نے کہا: ''جموں کشمیر بھارت کا ایک اٹوٹ انگ ہے۔ ہم پاکستان یا کسی بھی ملک کی کشمیر میں مداخلت کو قبول نہیں کر سکتے، ہم بھارت کی سالمیت پر سمجھوتہ نہیں کر سکتے اور ہم پاکستان کے بیانیے کو پوری طرح مسترد کرتے ہیں۔''

مولانا محمود مدنی نے یہ بھی کہا کہ ''پاکستان جنوبی ایشیا میں اسلام کے نام پر خلفشار برپا کرتا آیا ہے، اب وہ دنیا بھر میں اپنا ایجنڈا مسلمانانِ ہند کے نام پر پھیلانا چاہتا ہے، ہم اس کے ایجنڈے کا جواب دینے کی بھرپور اہلیت رکھتے ہیں۔''

مولانا محمود مدنی کی اس تجویز سے خوش ہوکر مودی کے بدماغ ترجمان ''سمبت پاترا'' نے مولانا محمود مدنی کو ''ویش بھکت'' قرار دیا تھا، اس وقت کئی اہل دانش نے اس تجویز سے کشمیری کاز پر ہونے والے نقصان اور مودی کو پہنچنے والے ناجائز فائدے کو پیش کیا تھا، جبکہ مولوی مدنی کی اس تجویز اور بیانیے کو صرف اور صرف عالمی برادری میں مودی حکومت کی صفائی کے لیے استعمال کیا جائے گا اور کشمیریوں کے تاریخی اور آئینی حقوق پر زد پڑے گی اور یہی ہوا بھی کہ دنیا بھر کے میڈیا نے مدنی کے بیانیے کو اس طرح پیش کیا کہ ہندوستانی مسلمانوں کی مرکزی تنظیم کشمیر پر مودی سرکار کے ساتھ ہے۔

آخر مولانا محمود مدنی اس واضح حقیقت کو کیوں نظر انداز کر رہے ہیں کہ کشمیر میں 80 لاکھ مسلمان اذیت، ظلم اور بدترین بے عزتی کے سائے میں جی رہے ہیں، ان کے آئینی اور انسانی حقوق پر مودی سرکار نے نہایت شاطرانہ ڈاکہ مارا ہے، دنیا بھر کے انصاف پسند انسان اس کے خلاف سڑکوں پر اتر کر احتجاج کر رہے ہیں، ہندوستان کے سکھ، کمیونسٹ سمیت کئی ایک مسلم آرگنائزیشن حقائق کی روشنی میں آواز بلند کر رہے ہیں، سپریم کورٹ کے دروازے کھٹکا رہے ہیں، عالمی میڈیا نے کشمیریوں کے ساتھ ناانصافی اور آئینی زیادتیوں کو کوریج دی ہے، ایسی سنگین صورتحال میں جبکہ لاکھوں کشمیری مسلمان غیر یقینی کی

کیفیت سے دو چار ہیں اور بھارتی حکومت پر عالمی میڈیا اور حقوق انسانی کی تنظیموں کے جرأت مندانہ اور حقیقت کشا حقائق سامنے آنے پر دباؤ بڑھ رہا ہے، مولوی محمود مدنی موذی مودی سرکار کی حمایت میں نکلے ہیں تو پاکستان میں ہمارے مولوی صاحب کشمیریوں کے بے باک ترجمان عمران خان کا تختہ الٹنے کے لیے اسلام آباد پر چڑھائی کر رہے ہیں۔ کیا ایسا کرنے سے کشمیریوں کو عالمی برادری کی حاصل تائید کمزور نہیں ہوگی؟ اور بار بار یہ راگ کیوں الاپ رہے ہیں کہ کشمیر بھارت کا اٹوٹ حصہ ہے دورانِ کرفیو کشمیریوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کا عالمی میڈیا میں کیوں نہیں اعتراف کرتے؟ درگاہ اجمیر شریف کے خادم سید سلمان چشتی نے کہا کہ کشمیر ہمارے ملک کا حصہ ہے اور ہمیں اس کے لیے کوئی صفائی دینے کی کیا ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ کشمیر پر ہمیں فخر ہے۔ کشمیری بھی ہمارے ملک سے محبت کرتے ہیں۔ سلمان چشتی نے کہا کہ جب کشمیر میں برف گرتی ہے تو کشمیر کے کئی لوگ اجمیر میں آ کر رہتے ہیں۔

مودی کو بھارت میں کروڑوں نئے ٹوائلٹ بنوانے پر بل گیٹس فاؤنڈیشن نے ''گول کیپر'' ایوارڈ سے نوازا جو انسانیت کے لیے اہم سنگ میل طے کرنے والی شخصیات کو دیا جاتا ہے جس پر گیٹس فاؤنڈیشن کی ماہر ابلاغیات مسلمان خاتون صبا حمید نے احتجاجاً استعفیٰ دے دیا تھا۔ ''صاف ستھرا بھارت مشن'' کے تحت گذشتہ 5 برس میں 10 کروڑ نئے ٹوائیلٹس کی تعمیر بہت بڑا کارنامہ گردانا گیا جس پر انسانیت کے قاتل مودی کو اس عالمی اعزاز کا مستحق قرار دیا گیا۔

صبا حمید کے بارے میں اس کالم نگار کا

خیال یہ تھا کہ یہ خاتون امریکہ میں گیٹس فاؤنڈیشن میں کام کررہی ہوں گی۔ جوضمیر کے ہاتھوں مجبور ہوکر مستعفی ہوگئیں۔ یہ ہماری باخبری کا عالم ہے لیکن جب نیویارک ٹائمز میں ان کا مضمون شائع ہواتو پتہ چلا کہ صبا حمید گیٹس فاؤنڈیشن کے نئی دہلی دفتر میں کام کررہی تھیں۔ بھارت میں انسانی حقوق اور شہری آزادیوں کی قابل فخر اور سربلند علامت جواہر لال یونیورسٹی سے فارغ التحصیل انگریزی ادب کی طالبہ شہلا رضا کی طرح مقبوضہ کشمیر سے تعلق رکھتی ہیں، ماہر ابلاغیات کی حیثیت سے بھارت کے بڑے کاروباری اور عالمی فلاحی اداروں میں کام کرنے کا طویل تجربہ رکھتی ہیں ایسی خاتون سے سستی جذباتیت کی توقع نہیں رکھی جاسکتی لیکن کشمیر کی یہ بیٹی بھی کشمیر میں جاری مظالم پرخاموش نہ رہ سکی۔

صبا حمید لکھتی ہیں کہ مجھے چند ماہ پہلے علم ہوا کہ گیٹس فاؤنڈیشن مودی کو انسانی زندگیوں میں سدھار لانے پر گیٹ کیپر ایوارڈ دینے پرسوچ وبچار کررہی ہے جس پر میں نے کشمیر میں جاری مظالم کے تناظر میں اپنے تحفظات کا اظہار کیا جس کے بعد مجھے اندازہ ہوا کہ مودی کو ایوارڈ دینے کا فیصلہ پہلے ہی کیا جاچکا تھا یہ تو کاغذی کارروائی ہو رہی ہے جو کہ گیٹس فاؤنڈیشن کے انسانیت کے بارے میں اعلیٰ ارفع نظریات کے منافی اورانسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزی ہے۔ صبا حمید لکھتی ہیں کہ میں گیٹس فاؤنڈیشن کے اُصولوں اورنظریات سے سو فیصد متفق تھی کہ تمام انسانوں کو مساوی طور پر صاف ستھرا اور صحت مند زندگی کا حق حاصل ہے۔مودی جیسے درندہ صفت شخص کو ایوارڈ دینا گیٹس فاؤنڈیشن کے مشن اور اُصولوں کی صریحاً خلاف ورزی ہے اس لیے میں نے ضمیر کی آواز پر فوری مستعفی ہونے فیصلہ کرلیا۔ بدھ، سکھ اور ہندوؤں کے علاوہ تمام قومیتوں کے افراد کو چن چن کر

بھارت سے نکال دیا جائے گا جس کا نشانہ مسلمان، عیسائی، یہودی اور نچلے طبقے سے تعلق رکھنے والے دلت ہندو بھی بنیں گے۔ مودی نے کشمیر کو دنیا کی سب سے بڑی جیل بنا دیا ہے ایسا قید خانہ جس میں 80 لاکھ کشمیری قید کر دیئے گئے ہیں۔ کشمیر مادر وطن ہیں کشمیری خاندان ہے۔ فوجی قوت کے بل بوتے پر کشمیریوں کی آزادی دبانے کی کوشش کی جارہی ہے، قانونی نظر بندیوں حراست اور نوجوانوں کو غائب کیا جارہا ہے آدھی رات کو چھاپوں اور نوجوانوں کے اغوا کا سلسلہ جاری ہے انسانی حقوق کے عالمی ماہرین مودودی کے ظالمانہ اقدامات کو احتجاج سزا قرار دے رہے ہیں۔ مریضوں پر شفا خانوں کے دروازے بند کر دیئے گئے ہیں انسانیت گھر گھر میں دم توڑ رہی ہے زندگی بچانے والی ادویات ختم ہو چکی ہیں ملکی وغیر ملکی ذرائع ابلاغ کا داخلہ بند کر دیا گیا ہے۔ گیٹس فاؤنڈیشن کے امریکی اہلکاروں نے مودی کو ایوارڈ کے بارے میں اپنے شدید تحفظات کا اظہار کیا ہے۔ لیکن فاؤنڈیشن نے اس کے باوجود بھارتی سرکار کی طرف داری کی اور کہا کہ ہم مودی کو یہ ایوارڈ اس کی صحت وصفائی کے لیے خدمات کی وجہ سے دے رہے ہیں۔ گیٹس فاؤنڈیشن نے کسی حکومت کے ساتھ کام کرنے اور اس کی عوام دشمن انسانیت سوز پالیسیوں میں فرق کو مٹا کر رکھا دیا ہے جس کے بعد میرا ضمیر مسلسل مجھے ملامت کر رہا تھا اس لیے میں نے انسانی اُصولوں کی سربلندی کے لیے مستعفی ہونے کا فیصلہ کیا جس پر مجھے فخر ہے۔ دوسری طرف چندہ خور مولوی ہے جو مودی کا یار بنا ہوا ہے اور اس کا پاکستانی کزن مولوی فضل الرحمٰن اسلام آباد پر چڑھائی کر رہا ہے۔

......☆......☆......

اہل سنت و جماعت میں رفض کے بڑھتے اثرات

رفض کے زیر اثر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے تعلق سے برپا کیے گئے ہنگامہ کے بیچ ایک فیصلہ کن تحریر

مفتی محمد سلیم بریلوی

گزشتہ کئی دہائیوں سے ہمارے رد و طرد کا ہدف وہابیت و دیوبندیت رہا۔ نیز اِدھر چند برسوں سے ہم آپس ہی کے اختلاف و انتشار میں الجھے رہے جس کا تشویش ناک نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ اہل سنت و جماعت میں انتہائی خاموشی اور چابک دستی کے ساتھ رافضیت اور اور شیعیت نے اپنے پیر پسارنا شروع کر دیئے حتی کہ جماعت اہل سنت کے کئی مشہور و معروف عالم دین اور دانشور حضرات رافضیوں کی طرف محبتو الفت کی پینگیں بڑھانے لگے، اُن کے ساتھ مشترکہ اجلاس منعقد ہونے لگے۔ اُن سے دوستیاں گانٹھی جانے لگیں، ان کے ساتھ کھایا پیا جانے لگا، حد یہ ہے کہ اُن کے زیر اثر کچھ صحابۂ کرام کے تعلق سے انہیں کی بولی بولی جانے لگی۔ اگر اس تشویش ناک پہلو کی طرف ہمارے ذمہ داران نے توجہ نہ دی تو وہ دن دور نہیں کہ جب خاموشی کے ساتھ ذہنی رفض جماعت اہل سنت میں اپنی جڑیں مضبوط کر لے اور ہم کف افسوس ملتے رہیں۔ اہل سنت و جماعت کے افراد ان کے تقیہ کا شکار ہو جائیں اور ہم دیکھتے رہ جائیں۔ اس لیے آج اہل سنت و جماعت کے سامنے بہت سارے فتنوں کے چیلنجز کے ساتھ ایک بڑا چیلنج عالمی سطح پر بڑھتے ہوئے رفض و رافضیت کے دائرہ اثر کو روکنے کا چیلنج بھی ہے۔

عالمی پیمانے پر رافضیوں کے زیر اثر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تعلق سے تقریباً ۲ مہینے سے ایک جری اور گستاخ

گروہ نے محاذ قائم کر رکھا ہے جس کا مقصد حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اہل بیت الطہار اور خاص کر حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم کے دشمن کے طور پر متعارف کرانا ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت امیر معاویہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان جنگ صفین میں جو کچھ معاملات ہوئے ان کا سہارا لے کر حضرت امیر معاویہ کو مطعون کرنے اور عوامی سطح پر انہیں ایک مجرم کے طور پر پیش کرنے کی منظم سازش رچی جا رہی ہے۔

یوں تو رافضی گروہ صدیوں سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات کو نشانۂ تنقید بناتا چلا آ رہا ہے۔ رافضی ہی نہیں بلکہ ان کے زیر اثر بہت سے ایسے لوگ بھی حضرت معاویہ کو دشمن علی کے طور پر دیکھتے ہیں کہ جو بظاہر تو سنی ہیں مگر در پردہ ان کے اندر رافض کے اثرات بہت گہرے اور مستحکم ہیں چنانچہ جب دعوت اسلامی نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس منانے اور ان کے نام پر مسجد بنانے کا اعلان کیا تو ہندو پاک میں ایک کہرام برپا ہو گیا۔ رافضی تو چراغ پا ہوئے ہی ان کے ساتھ کچھ ایسے لوگ بھی جامہ سے باہر ہو گئے کہ جو اپنے آپ کو سنی کہتے ہیں اور اپنا رشتہ اہل سنت و جماعت سے جوڑتے ہیں۔ سوشل میڈیا، الیکٹرانک میڈیا، پرنٹ میڈیا اور اخبار و رسائل میں اس قضیہ کو لے کر ایک ہو رہی مچ گئی۔ اس سلسلہ میں چار فریق نمایاں طور پر سامنے آئے۔

(۱) غالی رافضیوں کا گروہ جو حضرت امیر معاویہ کی شان میں کھل کھلا گستاخیاں کرتا اور انہیں باطل پرست ہی نہیں بلکہ مسلمان ماننے کو بھی تیار نہیں۔

(۲) اپنے آپ کو سنی کہلوانے والا وہ گروہ جو حضرت امیر معاویہ کو مسلمان تو مانتا ہے مگر انہیں خطا کار گنہگار اور دشمن اہل بیت و دشمن علی بنا کر پیش کر رہا ہے۔

(۳) تیسری سنیوں کی وہ جماعت جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہر زاویے سے دفاع کرنے پر کمر بستہ ہے۔

(۴) چوتھی سنیوں کی وہ جماعت جو ان سارے معاملات پر خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تعلق سے صدیوں پرانا سلفاً وخلفاً سنیوں کا جو عقیدہ ہے وہ یہ ہے کہ

(۱) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس اور باعظمت صحابی ہیں نیز جو فضائل تمام صحابہ کے لیے مطلقاً وصف صحابیت کی بنیاد پر بیان ہوئے اس کے مصداق حضرت امیر معاویہ بھی ہیں۔

(۲) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سگی بہن حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجۂ مکرم اور تمام مسلمانوں کی ماں ہیں جن کی وجہ سے حضرت امیر معاویہ کا لقب ''خال المؤمنین'' یعنی مسلمانوں کے ماموں جان بھی ہے۔

(۳) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کاتب رسول، کاتب وحی اور امین وحی الٰہی بھی ہیں۔

(۴) جنت کی بشارت پانے والے پہلے اسلامی بحری بیڑے کے قائد ہیں۔

(۵) تقریباً ۲۰ سال تک بلاشرکت غیر پورے عالم اسلام کے خلیفۂ برحق اور سلطان عادل رہے۔

(۶) قبرص وغیرہ کے فاتح اور سلطنت اسلامی کی سرحدوں کو عظیم الشان پیمانے پر وسعت دینے والے ایک کامیاب سلطان ہیں۔

(۷) حضرت امیر معاویہ اور حضرت علی کے درمیان جو معاملات ہوئے اُن میں ہم سب کو سکوت اختیار کرنا لازم ہے۔ اس کی بنیاد پر دونوں حضرات میں سے کسی پر بھی طعن

وتشنیع کرنا ناجائز ہے۔

اہل سنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ نبوت و رسالت کے بعد انسانوں میں سب سے بلند منصب صحابیت ہے اور اہل سنت و جماعت کا اس بات پر اجماع ہے کہ قیامت تک کا کوئی بڑا سے بڑا صاحب ایمان امتی کسی صحابی کی ہمسری نہیں کرسکتا۔ نیز آیات قرآنیہ کے مدلولات اور احادیث رسول کی توضیحات کے مطابق جو فضائل و مبشرات تمام صحابہ کے سلسلہ میں وارد ہیں ان کے مصداق بلا استثنا تمام صحابہ کرام ہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا دوسرے صحابہ کو وصف صحابیت کی وجہ سے وارد ہونے والی فضیلتوں سے مستثنیٰ کرنا اہل سنت کا طریقہ نہیں بلکہ رافضیوں کا طریقہ ہے۔ ہمیں تو اللہ و رسول کے فرمان پر عمل کرتے ہوئے تمام صحابہ کو بلا استثنا نجوم ہدایت مانتے ہوئے ان کی اقتدا و پیروی کرنا اور ان کے اقوال و افعال کو اپنے لیے مشعل راہ ہدایت بنانا ہے۔ ہمیں یہ حکم ہے کہ ہم کسی بھی صحابی رسول کو اپنی تنقیدوں کا نشانہ نہ بنائیں، ان کی شان میں گستاخیاں نہ کریں، اُن کو برے الفاظ سے یاد نہ کریں کیونکہ یہ وہ مقدس جماعت ہے کہ جن کے منصب تک بڑا سے بڑا ابدال اور بڑا سے بڑا قطب رسائی حاصل نہیں کرسکتا۔ یہ اللہ سے راضی ہوئے اور اللہ ان سے راضی۔ ان میں سے ہر ایک سے اللہ رب العزت نے بھلائی کا وعدہ فرمایا ہے۔ پھر وہ شیخین ہوں کہ ختنین، عشرۂ مبشرہ ہوں کہ مہاجرین و انصار، سابقین اولین ہوں یا متاخرین خواہ وہ حضرات ہوں کہ نام لے لے کر احادیث کریمہ میں جن کے فضائل وارد ہوئے ہوں یا وہ لاکھوں صحابہ ہوں کہ جن کی فضیلتیں مطلقاً تو بیان ہوئیں مگر روایتوں میں ان کے نام ذکر نہیں ہوئے۔ لہٰذا ایسی روایتوں سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا کسی اور صحابی

رسول کا استثنا کرنا ترجیح بلا مرجح بھی ہے اور فرمان رسول کی خلاف ورزی بھی۔ ان مطلق احادیث کریمہ کے علاوہ بھی ایسی روایتیں ہیں جن میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل مستقلاً بیان ہوئے یہی وجہ ہے کہ تیسری صدی ہجری سے لے کر پندرہویں صدی ہجری تک کے ائمہ اعلام، علمائے ربانین اور محدثین کرام نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل ومناقب اور ان کے دفاع میں بہت سی کتابیں مستقلاً تصنیف فرمائیں۔

حضرت امیر معاویہ اور حضرت علی کے معاملات پر اہل سنت کا عقیدہ

مسئلہ خلافت کو لے کر حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان جو مشاجرات، معاملات اور اختلافات ہوئے ان کے سلسلے میں اہل سنت کا سلفاً وخلفاً جو موقف ہے وہ یہ کہ حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ دونوں ہی مجتہد تھے اور اس سلسلہ میں دونوں نے ہی اجتہاد کیا تھا البتہ حضرت علی کا جو اجتہاد تھا وہ اجتہاد حق ومقرر تھا اور حضرت امیر معاویہ سے اس اجتہاد میں خطا واقع ہوئی تھی جس کو خطائے اجتہادی منکر کا نام دیا گیا۔ اہل سنت و جماعت کے اسی متفقہ موقف کو فتاویٰ رضویہ کے حوالے سے حضرت صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ

''خطا دو قسم ہے خطائے عنادی۔ یہ مجتہد کی شان نہیں اور خطائے اجتہادی، یہ مجتہد سے ہوتی ہے اور اس میں اس پر عنداللہ اصلاً مواخذہ نہیں مگر احکام دنیا میں وہ دو قسم ہے۔

(ا) خطائے مقرر کہ اس کے صاحب پر انکار نہ ہوگا۔ یہ وہ خطائے اجتہادی ہے جس سے دین میں کوئی فتنہ نہ پیدا ہوتا ہو جیسے ہمارے نزدیک مقتدی کا امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا۔ دوسری خطائے منکر یہ وہ خطائے

اجتہادی ہے جس کے صاحب پر انکار کیا جائے گا کہ اس کی خطا باعث فتنہ ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت سیدنا امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہ الکریم سے خلاف اسی قسم (خطائے منکر) کی خطا کا تھا اور فیصلہ وہ جو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مولیٰ علی کی ڈگری (تائید و سند حق) اور امیر معاویہ کی مغفرت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔"

(بہار شریعت، جلد ا ص ۲۵۶، مکتبۃ المدینہ کراچی)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلہ میں اس وقت جو ہنگامہ برپا ہے وہ یقیناً تشویشناک ہے۔ اس قضیہ میں رافضیوں کے علاوہ کچھ سنیوں نے بھی ایسی بے تکی تحریریں سوشل میڈیا پر وائرل کیں کہ جو اہل سنت و جماعت کے عقیدے اور موقف کے بالکل خلاف تھیں جس کی وجہ سے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد اہل سنت سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیر خانے خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ شریف سے بروقت اس فتنہ پر بندھ باندھنے کے لیے ایک پیغام جاری کیا گیا جسے عالمی سطح پر بہت پذیرائی حاصل ہوئی۔ ہم ذیل میں وہ پورا پیغام نقل کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں:

پیغام

خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف

حضرت گرامی............سلام مسنون

گزشتہ چند دنوں سے ایک غلط فہمی Social Media پر خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کے حوالے سے عام سی ہو رہی ہے اور کچھ علمائے کرام کی زبانی یہ بھی سنا گیا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق خانقاہ برکاتیہ کا اجتماعی موقف اکابر، علما اور مشائخ کے اقوال اور طریقے سے منفرد بھی ہے اور امت میں باعث اضطراب بھی۔ لہٰذا راقم الحروف نے ارادہ کیا کہ علمائے کرام اور

احباب اہل سنت کی غلط فہمی کا ازالہ کرنے کے لیے چند سطریں ضرور رقم کی جائیں۔ لہٰذا والد ماجد حضرت امین ملت جو خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف کے صاحب سجادہ اور درگاہ شاہ برکت اللہ کی منتظمہ کمیٹی کے صدر ہیں اور میرے عم مکرم حضرت رفیق ملت جو سجادۂ نوری کے وصی و وارث ہیں اور میرے بقیہ عمین کریمین اور دیگر صاحبزادگان خانوادۂ برکات کی جانب سے فقیری برکاتی عرض کرتا ہے کہ صحابی رسول حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے ہمارا وہی موقف ہے جو سلف صالحین کا ہے یعنی وہ صحابی رسول، کاتب وحی اور ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے برادر بزرگ ہیں۔ بلاشبہ تمام صحابہ کرام ہمارے لیے باعث تعظیم و تکریم ہیں اور ان کی عظمت و اطاعت کرنا ہمارے ایمان کی مضبوطی کی دلیل ہے۔ ہمارے نزدیک ہر وہ شخص غیر معتبر و غیر مستند ہے کہ جو صحابہ کرام کے مرتبہ اور شان میں تنقیص و تصغیر کرے یا معاذ اللہ ان کو تحقیری جملوں سے یاد کرے۔ جہاں تک حضرات صحابہ کرام اور ان کے مراتب کا معاملہ ہے تو اس حوالے سے یہ دلیل شافی و کافی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جس نے میرے صحابہ کو برا کہا اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ (طبرانی) اور یقیناً ان صحابہ کی جماعت میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: ”میرے صحابہ کو برا نہ کہو اس لیے کہ اگر تم میں سے کوئی ایک اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا اللہ کی راہ میں خرچ کر ڈالے تو ان کے مُد کے برابر بھی نہیں ہو سکتا اور نہ ہی ان کے نصف کو پہنچ سکتا ہے۔“ (بخاری و مسلم)

اور جہاں تک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرتبہ کا تعلق ہے تو اس کی

دلیل میں سرکار دو عالم ﷺ کا ارشاد کافی ہے کہ ”اے اللہ! معاویہ کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا دے اور ان کے ذریعہ لوگوں کو ہدایت دلوا۔“

(جامع ترمذی، جلد دوم، ص ۲۴۷)

ہمارے امام سلسلہ قادریہ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کتاب ”غنیۃ الطالبین“ میں حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ارشاد فرماتے ہیں کہ ”جو شخص کسی صحابی کے بارے میں کوئی ناشائستہ کلمہ کہتا ہے وہ خواہش کا پجاری ہے۔“

اس حوالے سے خانقاہ برکاتیہ کے اسلاف و اخلاف کا موقف بالکل صاف ہے جو ہمارے مشائخ کے اقوال اور تصنیف سے ظاہر ہے جس پر ہم بفضلہٖ تعالیٰ قائم ہیں اور رہیں گے۔ ان شاء اللہ

جد کریم خاتم اکابر ہند سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور زمانہ تصنیف ”سراج العوارف فی الوصایا والمعارف“ کے چھبیسویں نور میں ارشاد فرماتے ہیں: ”اس زمانہ میں اہل سنت و جماعت کے لوگ جو رافضیوں کے پاس آتے اور جاتے ہیں اور ان کے پاس بیٹھنے کی وجہ سے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے جملہ صحابہ سے سوئے ظن رکھتے ہیں یہ خود ایک بڑا رفض ہے۔ لہٰذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کچھ حال بیان کریں اور محبوب الٰہی حضرت نظام الدین اولیاء کے اقوال پر بھروسہ کریں کہ یہی صوفیاء کے لیے پسندیدہ ہے۔ محبوب الٰہی کے ملفوظات ”فوائد الفواد“ میں ہے بندہ (امیر حسن علا سنجری) نے عرض کیا کہ امیر معاویہ کے بارے میں ہمیں کیا اعتقاد رکھنا چاہیے؟ تو حضرت محبوب الٰہی نے فرمایا: وہ مسلمان تھے۔ صحابہ کرام میں سے تھے۔ حضور ﷺ کی زوجۂ محترمہ کے بھائی تھے۔“

حضور نوری میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کتاب کے بیسویں نور میں مزید ارشاد فرمایا کہ ''ایک روز میں پیر ومرشد خاتم الاکابر حضرت سیّد شاہ آل رسول احمد مارہروی کی بارگاہ میں حاضر تھا۔ جنگ جمل و صفین اور نہروان میں شریک ہونے والوں کے بارے میں اہل سنت و جماعت کے عقیدے کے بارے میں کتاب لکھ کر حضرت کی بارگاہ میں بغرض اصلاح پیش کی اور عرض کیا اس مسئلہ پر کچھ ارشاد فرمائیں تاکہ ہم اسے دین وایمان کا محافظ بنائیں تو ارشاد فرمایا کہ ہم صحابہ کرام کا تذکرہ اچھے الفاظ میں ہی کریں گے بس یہی کافی ہے۔''

آخر میں ہم سرکار غوث اعظم کے اس قول پر اس گفتگو کو تمام کرتے ہیں کہ ''غنیۃ الطالبین'' میں آپ نے ارشاد فرمایا: ''اہل سنت کا متفقہ فیصلہ ہے کہ صحابہ کرام کے مابین جو جنگیں ہوئیں ان پر خاموش رہیں، کسی کو ان کے برابر نہ سمجھیں اور ان سے اظہار محبت کریں۔'' الحمدللہ!

اور یہ بات ہم قطعی طور پر واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل وعظمت پر ہماری خانقاہ کے اخلاف اور اسلاف میں نہ کسی طرح کا سکوت تھا اور نہ ہے۔ اس میں ہمارا وہی موقف ہے جو علمائے مجتہدین، فقہائے کرام اور مشائخ عظام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا تھا۔ لہٰذا فقیر برکاتی تمام احباب اہل سنت سے یہ اپیل کرتا ہے کہ اگر دین، شریعت اور طریقت کے حوالے سے کسی بھی قسم کی غلط فہمی خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مقدسہ کی طرف منسوب ہوتی دکھائی دیتی ہو تو خانقاہ کے حتمی موقف کے بارے میں حضرت امین ملت اور حضرت رفیق ملت مدظلہم سے ضرور رجوع کیا جائے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اپنے پیارے حبیب سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اتباع اور پیروی کرنے کی

توفیق عطا فرمائے اور ان صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار کا مطیع و فرمابردار اور وفادار بنائے۔آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سید محمد امان قادری

ولی عہد، خانقاہ برکاتیہ، مارہرہ مطہرہ

خانقاہ برکاتیہ کا یہ پیغام بلاشبہ ہم تمام اہل سنت و جماعت کے لیے حرف آخر ہے۔ یہی موقف مرکز اہل سنت بریلی شریف کا ہے۔حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل و مناقب اور ان کے دفاع میں سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصانیف مبارکہ سے بھی یہی موقف ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ اس ہنگامہ کے دور میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خطائے اجتہادی اور ان کے سلسلہ میں اہل سنت کے عقیدہ وموقف کے تعلق سے فقیر راقم الحروف (محمد سلیم بریلوی) سے سوشل میڈیا پر جب سوال ہوا تو فقیر نے بھی اس موقف کا اظہار کیا جو ہماری خانقاہ برکاتیہ اور خانقاہ رضویہ بریلی شریف کا سلفاً وخلفاً موقف ہے اور رہا ہے۔فقیر کی یہ مختصر سی تحریر جب سوشل میڈیا پر وائرل ہوئی تو اسے ہمارے حضور صاحب سجادہ حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں مدظلہ النورانی نے بے پناہ پسند فرمایا بلکہ ہندو پاک کے بہت سے اہل علم و دانش نے اس کی کھلے بندوں پذیرائی بھی فرمائی۔ اس سلسلہ میں خانقاہ برکاتیہ ماہرہ مطہرہ کی ایک اہم علمی و ادبی شخصیت شہزادۂ حضور احسن العلماء حضرت سرکار سید اشرف میاں قادری برکاتی مارہروی مدظلہ النورانی نے یوں تحسین فرمائی کہ:

''سلام۔اچھا لکھا ہے۔''

یہ تحریر ہم ذیل میں پیش کر رہے ہیں:

''یہ صحیح ہے کہ یہ (حضرت امیر معاویہ اور حضرت علی کے مابین جنگ) خطائے اجتہادی منکر کے ہی قبیل سے تھی۔مگر کسی

صحابی کے معاملے میں اسے گناہ سے تعبیر کر کے اس کا ڈھنڈورا نہیں پیٹیں گے۔ میں نے تو اس خطائے اجتہادی منکر سے صرف یہ سمجھا ہے کہ ان کے مجتہدانہ فیصلے کی خطا کے واضح ہو جانے کے بعد نہ تو ان کے اس فیصلے اور اجتہاد کو قبول کریں گے اور نہ سکوت کریں گے۔ بلکہ جب بھی بات آئے گی تو حضرت علی کے فیصلے کو ہی حق کہیں گے اور حضرت امیر معاویہ کے فیصلے کو خطائے اجتہادی مگر اس کے ساتھ ہی ان کی طرف معصیت کی نسبت بھی نہ کریں گے۔ کسی صحابی کے سلسلہ میں منکر کا مطلب معصیت (گناہ) سے منسوب کرنا نہیں ہے جیسا کہ کچھ معاصر اہل علم نے کہا۔ میں نے عدم سکوت کا جو قول کیا ہے اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ ان کی خطائے اجتہادی کا سوشل میڈیا، الیکٹرانک میڈیا، پرنٹ میڈیا، اسٹیجوں اور چوراہوں پر ہر اہل اور نا اہل حضرات کے درمیان ڈھنڈورا پیٹا جائے بلکہ عدم سکوت کا مطلب محض اتنا ہے کہ جب بھی ضرورت پیش آئے یا ان دونوں مقدس صحابہ کے معاملے پر علمی اور اصولی گفتگو ہو تب یہ کہا جائے گا کہ حضرت علی کا اجتہاد حق وصواب اور مقرر تھا اور حضرت امیر معاویہ کا اجتہاد غیر مقبول و منکر......بس...... اس سے آگے سکوت کریں گے۔

اس سلسلہ میں ایک پیارا سا اصول ہمیں ہر وقت اپنے ذہن میں رکھنا چاہیے کہ جنگ صفین جیسے معاملات و مشاجرات کا علم ہمیں فن تاریخ سے ہوا۔ بلا استثنا و بلا اختصاص تمام صحابہ کرام کی تعظیم و توقیر کرنے اور انہیں نشانۂ تنقید نہ بنانے کی تاکید ہمیں قرآن کریم سے اشارتاً و دلالتاً اور حدیث سے صراحتاً ہوئی۔ اب ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ قرآن و حدیث اور تاریخ میں سے کون اہم و افضل ہے تاکہ ''الاھم فالاھم'' کے طور پر ان میں جو اہم ہو اس پر عمل کریں اور جس کا درجہ کم ہو اسے تصادم و تعارض کے وقت اعلیٰ کے مقابلے میں ترک کر دیں۔ تو تاریخ یہ کہتی ہے

کہ ہم انہیں خاطی سمجھیں کہ ان سے امت میں انتشار ہوا اور نقصان ہوا اور انہیں معاذ اللہ مجرم جانیں۔ مگر قرآن وحدیث ہم سے یہ چاہتے ہیں کہ ہم تمام صحابہ سے محبت کریں، ان کی تعظیم و توقیر کریں، ان کی بدگوئی نہ کریں۔ ان کو خیر کے ساتھ اچھے الفاظ میں یاد کریں، ان کی شان میں ناشائستہ کلمات کا استعمال نہ کریں۔ ان میں سے کسی کو بھی نشانۂ تنقید وتنقیص نہ بنائیں۔ ان میں سے کسی کی طرف سے اپنے دل میں کوئی میل نہ رکھیں۔

تو اب یہ تصادم وتعارض کی صورت ہوئی کہ قرآن وحدیث کا مقتضا فن تاریخ کے مقتضا کے بالکل مغائر اور برعکس ہے۔ جب کسی ایک ہی مسئلہ اور ایک ہی قضیہ میں دو چیزیں باہم متعارض ہو جائیں تو اس تعارض کو دور کرنے کے دو طریقے ہیں:

(۱) دونوں میں تطبیق کی کوئی صورت نکالی جائے۔

(۲) اگر تطبیق ممکن نہ ہو تو جو قوی ہو اس پر عمل کیا جائے اور جو ضعیف ہو اسے ترک کر دیا جائے۔

مذکورہ معاملہ میں ہم نے جب جائزہ لیا تو یہ دیکھا کہ یہاں تطبیق ممکن نہیں تو اب ایسی صورت میں دوسرے اصول پر عمل کیا جائے گا کہ قوی کو اختیار کریں گے اور ضعیف کو ترک کر دیں گے۔ لہٰذا جب ہم نے قرآن و حدیث اور فن تاریخ کا جائزہ لیا تو یہ دیکھا کہ فن تاریخ قرآن وحدیث کے مقابلے میں بہت ادنیٰ ہے تو ہم نے تاریخ کے تقاضے اور اقتضا کو ترک کیا اور قرآن و حدیث کے تقاضے واقتضا اور تاکید حکم کو قبول کرتے ہوئے تمام صحابہ کو نجوم ہدایت مانا، مشعل راہ ہدایت جانا اور انہیں اپنا معظم ومقتدا قبول کیا اور یہ فیصلہ کیا کہ ہم کسی بھی صحابیِ رسول کے تعلق سے زبان طعن نہ کھولیں گے بلکہ سب کا ذکر خیر کے ساتھ کریں گے اور سب سے اظہار محبت وعقیدت کریں۔

محمد سلیم

نزیل حال ماریشس

۲۱ رمضان المبارک ۱۴۳۹ھ

ہم اپنے تمام سنی بھائیوں سے اپیل کرتے ہیں کہ تمام صحابہ کرام کا ذکر خیر سے کریں اور کسی کی بھی شان میں ہرگز ہرگز گستاخی نہ کریں۔ اہل بیت اطہار اور حضرات پنجتن پاک سے بھی محبت وعقیدت کا اظہار کریں اور تمام صحابہ کرام سے بھی اظہار محبت کریں۔ حضرت علی کو بھی امام برحق اور خلیفۂ برحق مانیں اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مقدس صحابی تسلیم کریں۔ ہرگز ہرگز ان کی شان میں تصغیر، تحقیر اور تنقیص بھرے جملے استعمال نہ کریں۔ صحابہ کرام کے درمیان جو اختلافات، معاملات، مشاجرات اور جنگیں ہوئیں ان میں کسی بھی فریق کی بدگوئی نہ کریں اور نہ ان معاملات میں بحث ومباحثہ کریں بلکہ جب بھی اس تعلق سے کہیں کوئی مباحثہ ہو تو تمام صحابہ کا ذکر خیر کے ساتھ کریں اور کسی کی طرف سے بھی اپنے دل میں ہرگز ہرگز ذرہ برابر بھی میل نہ رکھیں کہ یہی اہل سنت و جماعت کا متفقہ اور اجماعی موقف ہے۔ یہی خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف کا موقف ہے اور یہی مرکز اہل سنت بریلی شریف کا پیغام۔

سوشل میڈیا، الیکٹرانک میڈیا، پرنٹ میڈیا اور انٹرنیٹ پر اس تعلق سے کچھ بدخواہ اور بدباطن لوگوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تعلق سے جو غلط فہمی پیدا کرنے والی تحریریں وائرل کی ہیں ان پر ہرگز توجہ نہ دیں اور نہ ہی ایسی بے تکی تحریروں پر بھروسہ کریں۔ عقائد اہل سنت کے تعلق سے صرف اکابر اہل سنت خاص کر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریروں، تصانیف مبارکہ اور ان کی وضاحتوں ہی کو اہل سنت کی حتمی رائے اور اہل سنت کا حتمی عقیدہ تسلیم کریں۔ یہی راہ صواب ہے اور اسی میں ہماری بھلائی۔

☆......☆......☆

کتاب وسنت اور معمولاتِ اہلسنت

سوال: اگر کوئی کام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام علیہم الرضوان نے نہ کیا ہو تو کیا ہم وہ کام کر سکتے ہیں؟

جواب: ہر وہ کام جو حضور نبی مکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان نے نہ کیا ہو اور نہ ہی وہ کام ان کے مبارک دور میں ہو بلکہ بعد کے لوگوں نے کسی ضرورت کی وجہ سے اس کو ایجاد کیا تو اس کے جائز و ناجائز اور حلال وحرام ہونے کے بارے میں ضابطہ یہ ہے کہ ہم اس کو قرآن وسنت پر پیش کریں گے، اگر تو قرآن وسنت نے کسی بھی حوالے سے اس نئے کام کو ناجائز وحرام قرار دیا ہے تو بغیر کسی شک و شبہ کے وہ ناجائز وحرام ہے لیکن اگر قرآن وسنت نے اس کو ناجائز وحرام کہنے کے بجائے خاموشی اختیار کی ہے تو پھر وہ مسلمانوں کے لیے معاف ہے اور بحکمِ حدیث، لوگوں کو اِس معاملے میں بحث کرنا منع ہے۔

چنانچہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ''اَلْحَلَالُ مَا اَحَلَّ اللّٰہُ فِیْ کِتَابِہٖ وَالْحَرَامُ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ فِیْ کِتَابِہٖ وَمَا سَکَتَ عَنْہُ فَھُوَ مِمَّا عَفَا عَنْہُ یعنی حلال وہ ہے جسے اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں حلال قرار دیا اور حرام وہ ہے جسے اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں حرام قرار دیا اور جس سے اللہ تعالی نے خاموشی اختیار فرمائی ہے تو وہ اس میں سے ہے جسے اللہ تعالیٰ نے معاف کیا (یعنی اس پر کوئی شریعت کی طرف سے پکڑ نہیں بلکہ اس کا کرنا جائز ہے)۔

(جامع ترمذی ابواب اللباس باب ماجاء فی لبس الفراء جلد ۳ صفحہ ۲۷۲، دار الغرب الاسلامی بیروت، مشکوۃ المصابیح کتاب الاطعمہ الفصل الثانی صفحہ ۳۷۹ مکتبہ حقانیہ پشاور، سنن ابن ماجہ کتاب

الاطعمہ باب اکل الجبن والسمن جلد ۲ صفحہ ۱۱۱۷، داراحیاء الکتب العربیہ بیروت، المعجم الکبیر للطبرانی، المستدرک للحاکم کتاب الاطعمہ جلد ۴ صفحہ ۱۲۹، دارالکتب العلمیہ بیروت)

حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ''اِنَّ اللّٰهَ فَرَضَ فَرَائِضَ فَلَا تُضَيِّعُوْهَا وَحَرَّمَ حُرُمَاتٍ فَلَاتَنْتَكِهُوْهَا وَحَدَّ حُدُوْدًا فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَسَكَتَ عَنْ اَشْيَاءَ مِنْ غَيْرِ نِسْيَانٍ فَلَا تَبْحَثُوْا عَنْهَا'' یعنی بے شک اللہ تعالی نے کچھ فرائض مقرر کیے ہیں، پس تم ان کو ضائع مت کرو، کچھ چیزیں اس نے حرام کی ہیں، پس تم ان کا ارتکاب نہ کرو، اور اس نے کچھ حدود مقرر کی ہیں، پس تم ان حدود سے آگے نہ بڑھو، اور کچھ چیزوں سے بغیر بھولے خاموشی اختیار فرمائی ہے پس ان کے (حلال و حرام ہونے کے) بارے میں بحث نہ کرو۔

(مشکوۃ المصابیح صفحہ 33 مکتبہ حقانیہ پشاور)

ان احادیث مبارکہ سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی ہے کہ کوئی بھی چیز شریعت کے نزدیک اس وقت تک ناجائز وحرام نہیں ہوگی، جب تک قرآن وسنت، اس کے ناجائز وحرام ہونے کو بیان نہ کر دیں۔ اور اگر غور کیا جائے تو انسانی زندگی میں ہزاروں چیزیں ایسی ہیں کہ جن کے جائز و ناجائز اور حلال وحرام ہونے کے بارے میں قرآن وسنت خاموش ہیں لہٰذا جب تک ان چیزوں کے ناجائز و حرام ہونے پر کوئی دلیلِ شرعی قائم نہ ہوگی اس وقت تک یہ چیزیں جائز اور مشروع ہوں گی اور ان کے جائز ہونے کے لیے ان احادیث کے علاوہ کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں ہوگی۔

اور مشکوۃ المصابیح کی حدیث مبارکہ میں تو ایسی چیزوں کے حلال وحرام ہونے اور جائز وناجائز ہونے کے متعلق گفتگو کرنے سے ہی منع کیا گیا ہے اور اچھی باتیں اسلام میں ایجاد کرنے کی ترغیب تو خود حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمائی ہے چنانچہ صحیح مسلم میں ہے: ''مَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهٗ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ'' یعنی جس نے اسلام میں اچھا طریقہ ایجاد کیا تو اس کو اپنے ایجاد کرنے کا اجر (ثواب) بھی ملے گا اور جو اس

طریقے پر عمل کریں گے ان کا اجر بھی اسے ملے گا بغیر اس کے کہ ان کے اجر سے کچھ کم ہو۔

(صحیح مسلم کتاب العلم باب من سن سنۃ حسنۃ .. جلد2 صفحہ 341 قدیمی کتب خانہ کراچی)

مطلب جو اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے وہ بڑے ثواب کا حقدار ہے اور علماء اسلام علیہم الرحمہ کا متفقہ قاعدہ ہے: "اَلْاَصْلُ فِی الْاَشْیَاءِ اَلْاِبَاحَۃُ" تمام اشیاء میں اصل اباحت (یعنی جائز ہونا) ہے۔

(ردالمحتار جلد 6 صفحہ 459 مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

اس قاعدے کے اعتبار سے کوئی بھی چیز اس وقت تک ناجائز وحرام نہیں ہوسکتی جب تک قرآن وسنت اس کو ناجائز وحرام قرار نہ دیدے۔

فائدہ: لہٰذا اب اگر کوئی بھی شخص معمولاتِ اہلسنت (جیسے میلاد منانا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اذان سے پہلے درود پڑھنا، نامِ مبارک سن کر انگوٹھے چومنا، مزارات پر حاضری دینا، ایصال ثواب، گیارہویں شریف منانا وغیرہ) پر اعتراض کرے اور ان کو اپنی جہالت اور بیوقوفی سے ناجائز وگناہ قرار دے تو پریشان ہونے کی حاجت نہیں ہے بلکہ آپ فوراً اس سے یہ سوال کریں کہ آپ کوئی واضح دلیل پیش کریں کہ ان کاموں کو قرآن وسنت نے ناجائز وحرام قرار دیا ہے کیونکہ حدیثِ مبارکہ کے مطابق کوئی بھی کام ناجائز وحرام نہیں ہوسکتا جب تک اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ناجائز وحرام قرار نہ دیا ہو، پس جب معمولاتِ اہلسنت کو قرآن وسنت نے ناجائز قرار نہیں دیا (بلکہ ان کا ثبوت قرآن وسنت سے ثابت ہے) تو ان کو اپنی رائے سے ناجائز وحرام قرار دینا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر افتراء (جھوٹ) باندھنا اور بغیر علم کے فتوی دینا ہے اور جو بغیر علم کے فتوی دیتے ہیں ان کے لئے روایت میں آیا ہے: "مَنْ اَفْتٰی بِغَیْرِ عِلْمٍ لَعَنَتْہُ مَلَائِکَۃُ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ" یعنی جو بغیر علم کے فتوی دے اس پر آسمان اور زمین کے فرشتے لعنت کرتے ہیں۔

(کنز العمال، جلد ۱۰، رقم الحدیث: ۲۹۰۱۴ بیروت)

واللہ اعلم ورسولہ اعلم عزوجل وصلی اللہ علیہ والہ وسلم

......☆......☆......☆......

جدید محافلِ نعت میں نقیبِ محفل کا کردار

محمد ارسلان محمود

آج سے کم و بیش کوئی پچاس سال پہلے جب پاکستان میں روایتی محافلِ نعت کا آغاز ہوا تو نقیبِ محفل کا واحد کام قاری، نعت خواں اور عالمِ دین کو مائیک پر دعوت دینے کا ہوتا تھا۔ اس دور میں ان کو عام طور پر اسٹیج سیکرٹری کہا جاتا تھا۔ پھر نقابت کی دنیا میں اختر سدیدی اور شہریار قدوسی نے اپنا خوب نام کمایا اور نقابت چند جملوں کی کارروائی سے نکل کر باقاعدہ ایک پرفارمنس کا روپ دھار گئی۔ یہ دونوں شخصیات صاحبِ علم، صاحبِ مطالعہ اور صاحبِ شعور ہونے کے ساتھ ساتھ دینِ متین کا بھی علم رکھتی تھیں۔ ان دنوں نعت خوانی کا ماحول بھی بہت پرسوز اور باذوق ہوا کرتا تھا۔ لیکن وقت کے ساتھ ساتھ جب نعت خوانی کا ماحول بدلا تو نقابت کے نام نہاد مشہور حضرات نے بھی اپنا رنگ ڈھنگ دکھانا شروع کر دیا۔ سب سے پہلے اس شعبے سے اچھی شاعری رخصت ہوئی اور اب شور و غل اور ہلڑ بازی کا ایسا بازار گرم ہوا کہ ''باجماعت نقابت'' شروع ہو گئی ہے یعنی ہر نقیب نے اپنے ساتھ دو، تین سوزیئے شاگرد رکھ لیے جو دورانِ نقابت مختلف سروں کے ساتھ عجیب عجیب آوازیں نکالتے ہیں اور ساتھ ساتھ جمع ہونے والے نذرانے پر بھی نظر رکھتے ہیں۔ اس دوران نقیب مجمعے کو ہاتھ اٹھا اٹھا کر اپنے ساتھ شامل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ہر نقیب کا ایک گروپ ہے جس میں چند نامور نعت خواں بھی شامل ہوتے ہیں اور محفل پڑھنے

کے بدلے محفل پڑھانے والا معاملہ عروج پر ہے۔ حد سے زیادہ مبالغہ آرائی اور بانیء محفل، نعت خوان اور دیگر افراد کی تعریف آج کل کے نقیبوں کا شیوہ ہے۔ مثلاً ہر قاری کو شمس القرا، نجم القرا، بدر القرا کے القاب دے دیئے جاتے ہیں۔ بھلا ایک قاری، قاریوں کا ستارہ، چاند اور سورج کیسے ہوسکتا ہے؟ بانیء محفل کی تعریف نہ کی جائے تو اگلی محفل کیسے ملے گی؟ اور گانے کے طرزوں پر غیر معیاری اور خلافِ شرع کلام پڑھنے والوں کو اگر نقیب سٹیج پر روکے گا تو خود نقیب کی روٹی کہاں سے پوری ہوگی؟ آج کل کوئی نقیب مہنگے برانڈڈ کُرتے پہن کر حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سادگی اس طرح سے بیان کررہا ہے کہ کسی طرح اسکو ''تسلیم'' کرلیا جائے، کوئی شخص عجیب عجیب ''خیال'' پیش کرکے ہر نعت خوان کے بعد چالیس چالیس منٹ پڑھتا ہے۔ کوئی عوام کو لفظوں کے گورکھ دھندوں میں الجھا کر خود کو ''عظیم نگینہ'' ثابت کرنے کی کوشش میں مصروف ہے۔ کوئی چیخ چیخ کے پڑھے تو سننے والوں کے لیئے باعثِ صد ''افتخار'' ہوتا ہے۔ اور بھی بہت سے اشارے اس ضمن میں دیئے جاسکتے ہیں لیکن اگر آپ ان کی ریٹ لسٹ چیک کریں تو تقدس اور روحانیت نام کی چیز بمشکل ہی نظر آئے گی۔ ان کو کاپی کرنے والے غیر معروف اور اپنے اپنے گلی محلوں تک محدود نقیب حضرات کا تو کیا ہی کہنا، بے وزن، بے تکے اشعار کی بھرمار، اپنے آپ کو منوانے کے لئے بلند و بانگ دعوئے۔ بس چپ ہی بھلی، اللہ ہمیں نعت اور اس سے وابستہ تمام شعبوں میں باادب افراد کی معیت عطا فرمائے۔ آمین!

☆☆☆☆☆

موجودہ دور میں نعت خواں حضرات

ہمارے نعتیہ ادب کو پامال کرنے کے ذمہ دار جہاں نعت خواں حضرات اور جاہل مجمع ہے وہی ذمہ داری ریکارڈنگ سٹوڈیوز اور جاہل شعراء کرام پر بھی عائد ہوتی ہے۔ موجودہ دور میں نعت خواں حضرات کو مقبولیت قائم رکھنے کیلئے یا خود کو متعارف کروانے کیلئے نعت البم کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ ان کو بخوبی علم ہوتا ہے کہ نعت البم کے ذریعے ان کا ایک بھی کلام عوام میں مقبول ہو گیا تو ان کی ساری زندگی کیلئے روٹیاں لگ جائیں گی۔ ریکارڈنگ سٹوڈیوز اور شعراء کرام کو نعت خوان کی اس کمزوری اور ٹارگٹ کا بخوبی علم ہوتا ہے اس لئے وہ اپنے کاروباری مقاصد حاصل کرنے کیلئے ادب کی دھجیاں اڑا کر البم تیار کرتے ہیں۔ اب ہوتا یوں ہے کہ سب سے پہلے کسی شاعر سے رابطہ کیا جاتا ہے اور اُس سے عوامی کلام لکھنے کا کہا جاتا ہے۔ شاعر صاحب پھر جو گانا آجکل ہٹ جا رہا ہوتا ہے اُس کی طرز اور شاعری سے نعوذ باللہ نعت تخلیق کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اگر کبھی نعت سن کر آپ کے ذہن میں کوئی گانا آئے تو یہ دور حاضر کے شعراء کرام کی پیشہ ورانہ صلاحیتوں کا منہ بولتا ثبوت ہوتا ہے۔ اُس کے بعد نعت خوان سج دھج کر میک اپ کر کے مختلف پوز بنا بنا کر وڈیو ریکارڈنگ کرواتے ہیں جس کی بعد سٹوڈیو میں مکسنگ کی جاتی ہے۔ آڈیو ریکارڈنگ سٹوڈیو میں کی جاتی ہے۔ جس میں دوران مکسنگ مختلف قسم کے

ساؤنڈ ایفیکٹ شامل کیے جاتے ہیں جن میں موسیقی کے آلات کے ساز بھی شامل ہوتے ہیں۔عام تاثر یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ اگر آپ نعت میں ذکر اور تیز ساؤنڈ ایفیکٹ شامل نہیں کریں گے تو آپ کا البم عوام میں مقبول نہیں ہو گا۔ یہ یاد رہے کہ دف کو بجانے سے بے ڈھنگا سا سُر پیدا ہوتا ہے جو متواتر نہیں ہوتا جس کی وجہ سے سننے والا پیدا ہونے والے سُر کی طرف مائل نہیں ہوتا جبکہ سٹوڈیوز میں تیار کی گئی نعت میں ایسا سننے کو نہیں ملتا۔اگر واقع ہی وہ صرف دف ہے تو پھر محفل نعت میں لائیو اس طرح کیوں بجانے سے قاصر ہیں؟ یوں مختلف مراحل سے گزر کر نعت البم تیار ہوتی ہے۔ شاعر صاحب کلام بیچ کر، سٹوڈیوز والے مکسنگ کر کے اپنے حصے کا پیسہ بنا لیتے ہیں۔جبکہ نعت خواں صاحب البم کے بیک کور پر اپنا رابطہ نمبر لکھوا کر محافل ملنے کی اور اپنے پیسے پورے کرنے کی امید میں اپنے نعت البم کو مارکیٹ میں پھیلا دیتے ہیں جبکہ ادب خاموش تماشائی بنے ان عقیدت کے بیوپاریوں کے ہاتھوں فروخت ہوتا رہتا ہے۔ یہ ایک انتہائی تلخ حقیقت ہے جو بہت کم لوگوں کو ہضم ہو گی۔ میری تحریر پہ کوئی اعتراض تو کر سکتا ہے لیکن رد کوئی نہیں کر سکتا۔ حسب سابق یہ کسی کو تیر کی طرح لگے گی اور کسی کے دل کو لگے گی۔عشق رسول اور تعظیم رسول ایک عظیم دولت ہے۔خدارا اپنے نعتیہ ادب کو پامال کرنے والے کو روکیں اور نعت خوانی کو گلیمر سے پاک کریں اور ایسے لوگوں کا بائیکاٹ کریں نہیں تو اگر کچھ عرصے بعد اگر لڑکیوں کے ساتھ مل کر ان نام نہاد نعت خوانوں نے البمز تیار کروانا شروع کر دیئے تو حیران مت ہوئیے گا۔

......☆......☆......☆......

کفر پر راضی ہونا بھی کفر ہے

عبدِ مصطفیٰ رضوی

خدا بھی جب زمیں پر آسماں سے دیکھتا ہوگا
میرے محبوب کو کس نے بنایا سوچتا ہوگا
(معاذ اللہ)

یہ ایک فلمی گانے کا شعر ہے جسے کئی لوگ صرف شوق سے سنتے ہی نہیں بلکہ خود گنگناتے (پڑھتے) بھی ہیں۔ اس شعر میں کہا گیا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ بھی سوچتا ہوگا کہ میرے محبوب کو کس نے بنایا!'' اس میں تین کفر ہیں! پہلا یہ کہ محبوب کو اللہ نے نہیں بنایا، دوسرا یہ کہ کسی دوسرے نے بنایا اور تیسرا یہ کہ وہ سوچتا ہوگا۔ اس کے پہلے مصرعے میں بھی کفر ہے کہ ''جب دیکھتا ہوگا''، اس کا مطلب یہ کہ زمین ہمیشہ اس کی قوت بصر کے احاطے میں نہیں بلکہ جب زمین پر دیکھتا ہے تب ہی اسے زمین کے احوال معلوم ہوتے ہیں۔ جو لوگ ایسے اشعار پر مشتمل گانے گنگناتے ہیں وہ سب کے سب اسلام سے خارج ہو کر کافر و مرتد ہو گئے! ان کے تمام نیک اعمال اکارت ہو گئے! اگر وہ شادی شدہ تھے تو ان کی بیویاں نکاح سے نکل گئیں! اگر کسی سے مرید تھے تو بیعت بھی ختم!!! ایسے لوگوں پر فرض ہے کہ فوراً بلا تاخیر توبہ کریں اور کلمہ پڑھ کر پھر سے مسلمان ہوں اور تجدید نکاح و تجدید بیعت بھی کریں۔ ایسے گانوں کو بجانا سخت حرام ہے اور جو انھیں پسند کرے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا کیوں کہ کفر پر راضی ہونا بھی کفر ہے۔ جن لوگوں کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ یہ گانے کفریہ ہیں اور وہ اسے گاتے تھے، وہ بھی اسلام سے خارج ہو گئے! ان پر بھی توبہ و تجدید ایمان فرض ہے۔ اس شعر میں صریح کفر ہے لہٰذا جہل اور لاعلمی کا عذر پیش کرنا بے سود ہے۔

(ملخصاً: فتاوی شارح بخاری و فتاوی مرکز تربیت افتا)

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اور بالخصوص ہمارے نوجوانوں کو ہدایت دے۔

......☆......☆......

رب نے بھی مجھ پہ ستم کیا ہے
سارے جہاں کا غم مجھے دے دیا ہے
(معاذ اللہ)

یہ ایک فلمی گانے کا شعر ہے جسے کئی لوگ صرف شوق سے سنتے ہی نہیں بلکہ خود گنگناتے (پڑھتے) بھی ہیں۔ اس شعر میں کہا گیا ہے کہ ''رب نے بھی مجھ پہ ستم کیا ہے'' یہ اللہ تعالیٰ کو ظالم بنانا ہے، جو کھلا کفر ہے۔ جو لوگ ایسے اشعار پر مشتمل گانے گنگناتے ہیں وہ سب کے سب اسلام سے خارج ہو کر کافر و مرتد ہو گئے! ان کے تمام نیک اعمال اکارت ہو گئے! اگر وہ شادی شدہ تھے تو ان کی بیویاں نکاح سے نکل گئیں! اگر کسی سے مرید تھے تو بیعت بھی ختم! ایسے لوگوں پر فرض ہے کہ فوراً بلا تاخیر توبہ کریں اور کلمہ پڑھ کر پھر سے مسلمان ہوں اور تجدید نکاح و تجدید بیعت بھی کریں۔ ایسے گانوں کو بجانا سخت حرام ہے اور جو انھیں پسند کرے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا کیوں کہ کفر پر راضی ہونا بھی کفر ہے۔ جن لوگوں کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ یہ گانے کفریہ ہیں اور وہ اسے گاتے تھے، وہ بھی اسلام سے خارج ہو گئے! ان پر بھی توبہ و تجدید ایمان فرض ہے۔ اس شعر میں صریح کفر ہے لہٰذا جہل اور لاعلمی کا عذر پیش کرنا بے سود ہے۔

(ملخصاً: فتاوی شارح بخاری و فتاوی مرکز تربیت افتا)

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اور بالخصوص ہمارے نوجوانوں کو ہدایت دے۔

......☆......☆......

پھولوں سا چہرہ ترا، کلیوں سی مسکان ہے
رنگ ترا دیکھ کر روپ ترا دیکھ کے قدرت بھی حیران ہے
(معاذ اللہ)

اس شعر میں جو کہا گیا ہے کہ ''قدرت بھی حیران ہے'' یہ کفر ہے! ایسے اشعار پڑھنے (گنگنانے) والوں پر توبہ اور تجدید ایمان فرض ہے۔ ایسے گانوں کو بجانا سخت حرام ہے اور جو ان اشعار کو پسند کرے گا وہ بھی اسلام سے خارج ہو جائے گا کیوں کہ کفر پر راضی ہونا بھی کفر ہے۔

(ملخصاً: فتاوی شارح بخاری و فتاوی مرکز تربیت افتا)

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اور بالخصوص ہمارے نوجوانوں کو ہدایت دے۔

اُف! ٹک ٹاک پر باحیا مذہب کے نام لیواؤں کی بے حیائیاں

ابنِ مفتی عبدالمالک مصباحی

میں تم سے مخاطب ہوں۔ کیا تم اسلام کی ماننے والی ہو، یا مذہب اسلام کو بدنام کرنے والی؟ کیوں کہ اسلام تو عورتوں کو عزت دینے اور ان کے وقار کو محفوظ کرنے والا مذہب ہے، اسلام نے تو اپنے ماننے والوں کو حیا کے زیور سے مزین کیا اور حیا کے متعلق فرمایا کہ "الحیاء خیر کلہ (یعنی) حیا سراپا خیر ہے۔"

(الصحیح للمسلم، باب عدد شعب الایمان الخ، ۱/۴۸)

لیکن بڑا المیہ یہ ہے کہ تم تو ٹک ٹاک پر غیروں کی نقالی میں بے حیائی کو فروغ دے رہی ہو۔ پھر بتاؤ تم کس اسلام کو ماننے والی ہو؟؟ اسلام نے تو حیا کو ایمان کا شعبہ قرار دیا ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے:

الحیاء من الا یمان والبذاء من النفاق۔ حیاء ایمان کا حصہ ہے اور بے حیائی نفاق کا حصہ ہے۔ (ت) (جامع الترمذی، باب ماجاء فی العی، ۲/۲۳)

خدارا ہوش کے ناخن لو۔ خواب غفلت سے بیدار ہو۔ اپنی مردہ ضمیر کو جھنجھوڑ کر زندہ کرو۔ اور خود ٹھنڈے دماغ سے سوچو کہ: "ٹک ٹاک پر ہونٹ ہلا کر۔ actors کی acting اپنا کر۔ ویڈیو اپلوڈ کرنے سے تم کبھی باعزت و باحیا بن سکتی ہو؟؟ اگر باحیا نہیں بن سکتی تو (مکمل طور سے) اسلام کی ماننے والی کیسے بن سکتی ہو؟؟" سوچو ذرا، تم کہاں جارہی ہو؟ پوری دنیا میں اپنی بے حیائی کی وجہ ناپاک نظروں کی قیدی بن رہی ہو۔ نامراد مردوں کے ذریعے اپنی عزت نفس کی دھجیاں اڑا رہی ہو۔ ذرا، تم اسلامی تعلیمات کے دامن میں آجاؤ نا۔ پھر دیکھو کہ دنیا والے کیسی تمہاری عزت کی حفاظت کرتے ہیں۔ تم کیسے نامراد مردوں کے حوس کی شکارن بننے سے محفوظ رہتی ہو، بس ضرورت ہے کہ دوسروں کو کوسنے سے پہلے

خود اپنے کردار پر نظر ثانی کر لو۔ کیا تم مسلمہ ہو یا مسلم خواتین کی عزت کو پامال کرنے والی؟؟

کیوں کہ آج ٹک ٹاک کے بارے میں غیروں (non muslims) کی زبانی یہ حقیقت بیانی سننے کو مل رہی ہے کہ ٹک ٹاک پر بے حیائی پھیلانے والیوں میں مسلم خواتین بھی شامل ہیں۔(العیاذ باللہ)

اور حقیقت بھی ہے لیکن تم سے کہنا یہ ہے کہ: تم جب ٹک ٹاک پر نیم برہنہ لباس پہن کر، اپنے حسن کو دنیا والوں کے سامنے بکھیرتی ہو تو، دنیا والے صرف تمہیں ہی بے حیا و بے غیرت نہیں کہتے ہیں، بلکہ تمہارے مذہب پر بھی انگشت نماء کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ لہٰذا بہنو!! ذرا غور کرو۔ اپنے خاطر نہ سہی۔ اگر اپنے پیارے و باحیا مذہب سے محبت ہے۔ تو اسی کی خاطر اس ناپاک و نازیبا حرکت سے باز آجاؤ- کیا تم اللہ اور اس کے رسول کو ماننے والی ہو، یا لعنت الٰہی اور ناراضیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مول لینے والی؟

کیوں کہ اللہ کی لعنت اور اس کے حبیب کی ناراضی ہے بے حیائی اور بے پردگی کے باعث جیسا کہ حدیث شریف میں ہے "**لعن اللہُ الناظر والمنظور الیہ** (یعنی) جو دیکھے اس پر بھی لعنت اور دکھائے اس پر بھی لعنت۔"

(مشکوٰۃ شریف، باب النظر الی المخطوبۃ، ص ۲۷۰)

اے ٹک ٹاک پر وڈیوز اپلوڈ کرنے والیو!! تمہیں خوف نہیں اللہ کی لعنت کا؟ اللہ کی گرفت اگر تمہیں جکڑ لے تو کہاں جاؤ گی؟ اللہ کا عذاب اگر ناگہاں بے حیائی کرتے وقت آجائے تو اس کی ملکیت سے نکل پاؤ گی؟

جب اسی کی ملکیت سارے جہاں میں ہے تو پھر بے خوف اس کی لعنت و ناراضگی کیوں مول لے رہی ہوں؟ ذرا سا خوف الٰہی و حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا کرو۔ اس بے حیائی سے باز آؤ۔ ورنہ عذابِ دنیوی و اخروی کے لیے تیار رہو۔ کیا تم حضرت عائشہ، حضرت فاطمہ، حضرت رابعہ بصریہ رضی اللہ تعالٰی عنہن سے محبت و عقیدت رکھنے والیاں ہو یا ان کی وہ عزت و عظمت، محبت و الفت جو تمام عالَم (اپنے تو اپنے غیروں) کے دلوں میں ہے اسے دور کرنے والیاں؟

کیوں کہ جو جن سے محبت کرتا ہے وہ ان کے طریقے پر چلتا ہے۔ ان کی رضا و خوشنودی کے لیے کوشاں رہتا ہے۔ ان کے نام کو بلند کرنے کی

کوشش کرتا ہے لیکن افسوس کہ تم اپنا نام تو فاطمہ، عائشہ، زینب، رابعہ وغیرہا رکھ لیتی ہو، لیکن ان کی پاکیزہ سیرت کو فراموش کر کے ان کے اس طریقے کو چھوڑ دیا ہے۔ جسے انہوں نے تمام عورتوں کے لیے سب سے اہم قرار دیا ہے یعنی "سب سے اچھی عورت وہ ہے جسے کوئی غیر محرم مرد نہ دیکھے اور نہ ہی وہ کسی غیر مرد کو دیکھے" ان کے انہیں پاکیزہ درس اور نیک سیرت کی وجہ سے اپنے ہی نہیں بے گانے اور مخالفین بھی آج تک انہیں "Role model for all womens" کے نام سے جانتے اور پہچانتے ہیں۔

اے فاطمہ، زینب، عائشہ نام رکھنے والیو!! تم کم از کم اپنے نام کا خیال کرو کہ تمہارا نام کن نفوس قدسیہ کے نام سے مشابہت رکھتا ہے، اور اعمال یہود و نصاریٰ و ہنود سے مشابہت رکھنے والے کرتی ہو۔ حالانکہ اللہ رب العزت نے کھلے الفاظ میں فرمایا ہے "**لاتتبعوا خطوٰت الشیطٰن** - شیطان (شیطان مانند انسان) کے قدموں پر نہ چلو۔"

(القرآن الحکیم، ۲/۱۶۸)

ایسی قوموں سے مشابہت کرتے ہوئے تمہیں ڈر نہیں لگتا کہ دنیا میں تم ان کی طرح بننے میں فخر محسوس کرتی ہو، تو خدا نا کرے اگر کل قیامت کے دن بھی تمہارا حشر انہیں کے ساتھ ہو تو اس وقت کف افسوس مل کر کیا کرو گی؟ اور یہ کچھ بعید نہیں ہے بلکہ اللہ کے رسول حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے "**من تشبّہ بقوم فھو منھم** (یعنی) جو شخص جس قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ انہیں میں سے ہے۔"

(مسند امام احمد بن حنبل، ۲/۵۰)

خدارا سنبھل جاؤ۔ اپنی دنیا و آخرت کو تباہ نہ کرو- بچیو!! کیا اب بھی ٹک ٹاک کے چند لائکز و کمنٹس کے لیے اپنی دنیوی و اخروی زندگی کو برباد کرو گی؟ نہیں قطعی نہیں ہم مؤمنات ہیں۔ مؤمنات کی طرح زندگی بسر کریں گے۔

(ان شاء اللہ عزوجل)

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اللہ تمام خواتین اسلام کو دارین کی بے حیائیوں سے محفوظ کر کے انہیں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی چادر تطہیر کا صدقہ عطا فرمائے۔ (آمین یا رب العالمین وثم آمین بجاہ طہٰ ویٰسین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

☆......☆......☆

بچوں کو قریب کیجیے

مولانا نعیم الدین رضوی

عربی کے چند کلمات ایک جگہ پڑھے تو ان کی جامعیت نے حیران کر دیا۔ چار کلمات پر مشتمل یہ نہایت قیمتی نصیحتیں گویا والدین کے بچوں کے ساتھ خوشگوار تعلقات کی کلید ہیں...... ذرا ملاحظہ فرمائیں: اقتربوا من ابنا کم... وشاوروھم... وحاوروھم... واکسبوھم... قبل ان تخسروھم...!

ترجمہ: اپنے بچوں کے قریب رہا کرو...... اُن سے مشورے کیا کرو...... تبادلۂ خیال کیا کرو...... اُن کے دل جیت لو...... قبل اس کے کہ تم انہیں ہمیشہ کے لئے کھودو......

والدین کی سب سے اول اور بڑی ذمے داری، بچوں کی صحیح تعلیم و تربیت ہوتی ہے۔ بچپن اور لڑکپن کا زمانہ بے شعوری و بے خیالی کا دور ہوتا ہے۔ اس وقت بچے بڑوں کے رحم و کرم کے محتاج ہوتے ہیں۔ بچے انہی کو اپنا محسن سمجھتے ہیں جو انہیں اپنے قریب رکھتے ہیں، ان سے پیار کرتے ہیں۔ بہترین تربیت جو قربت وانسیت سے ممکن ہے، ڈانٹ ڈپٹ اور مار دھاڑ سے ہرگز ویسی ممکن ہی نہیں......

سیرت سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں بچوں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حسنِ سلوک کا جائزہ لیں تو آپ بہترین مربّی اور بچوں پر رحم کرنے والے نظر آئیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بچوں کے ساتھ نرمی، محبت، عاطفت، ملاطفت کا درس نہ صرف اپنی تعلیمات ہی کے ذریعہ دیا، بلکہ اپنے عمل سے بھی اس کا ثبوت پیش فرمایا۔

آپ ﷺ نے بچوں کے بچپنے کا ہر لحاظ سے خیال رکھا۔ اپنی تمام تر رفعت شان کے باوجود ان کے ساتھ کھیلے بھی اور کبھی ان پر سختی نہیں فرمائی۔ اپنے پیارے نواسوں سے آپ ﷺ کی محبت و شفقت کے کئی واقعات ہم سنتے پڑھتے رہتے ہیں کہ کیسے وہ عین نماز کی حالت میں بھی لاڈ سے آپ ﷺ پر سوار ہو جاتے تھے اور آپ ﷺ ناراض تو کیا ہوتے، ان کے لیے سجدے کو طویل فرما لیتے۔ ایک بار آپ ﷺ حضرت حسن کو چوم رہے تھے۔ ایک دیہاتی نے اعتراض کرتے ہوئے گویا حیرت کا اظہار کیا آپ ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ نے تیرے دل سے رحمت کو نکال دیا تو میں کیا کر سکتا ہوں؟! ایک بار ایک اور ایسے ہی موقع پر جب ایک صحابی نے حیرت کا اظہار کیا تو فرمایا کہ جو شخص رحم نہیں کرتا، اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔ مسلمان تو مسلمان، حضور نے تو کفار کے بچوں کے ساتھ بھی نرمی کی تلقین فرمائی۔ ایک یہودی کا لڑکا آپ ﷺ کی خدمت میں آیا کرتا تھا۔ وہ ایک دفعہ بیمار ہو گیا۔ آپ ﷺ نے از خود تشریف لے جا کر اس کی عیادت فرمائی۔ اس بچے کے سرہانے بیٹھے، پھر اس بچے سے فرمایا: اسلام قبول کرو، اس بچے نے اپنے والد پر نظر ڈالی۔ والد نے بھی کہا: ابوالقاسم (ﷺ) کی اطاعت کرو، لہٰذا وہ بچہ مسلمان ہو گیا۔ آپ ﷺ یہ کہتے ہوئے نکلے: "تمام تعریفیں اسی اللہ کے لئے ہیں جس نے اس کو آگ سے بچالیا۔

آج اس اسوہ حسنہ کی روشنی میں ہم اپنے سلوک کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ کفار اور غیر کے بچے تو الگ، ہم اپنے بچوں، اپنے خون کے ساتھ کیسا بیگانے کا سا سلوک کرتے ہیں؟ باپ کی درشت مزاجی کی وجہ سے بچہ پڑوسی انکل کے زیادہ قریب، باپ سے دور

ہوتا ہے...... بات بات پہ مارنا، چلانا، برا بھلا کہنا بچوں کو نہ صرف ڈھیٹ بنا دیتا ہے بلکہ ان کو ماں باپ سے دور بھی کر دیتا ہے...... پھر ہوتا یہ ہے کہ بچے اس جذباتی خلا کو باہر والوں سے پر کرنے کی کوشش کرتے ہیں...... باہر پھرتے سفاک درندے ایسے ہی معصوموں کا شکار کرنے گھات لگائے بیٹھے ہوتے ہیں......سو وہ انہیں جھوٹی محبت کے جال میں پھانس کر ان کا جذباتی وجنسی استحصال تک کر بیٹھتے ہیں۔گھر میں خود بچے سے متعلق امور میں بھی اس سے کوئی مشورہ نہیں ہوتا، نہ اس سے رائے لی جاتی ہے اور نہ اس کی پسند ناپسند کا خیال رکھا جاتا ہے...... ہر وقت، ہر بات میں بس اپنی مرضی چلائی بلکہ باقاعدہ ٹھونسی جاتی ہے...... آہستہ آہستہ والدین اور بچوں کے درمیان ایک ایسی اجنبیت کی دیوار کھڑی ہونے لگتی ہے کہ پھر بچہ کسی جذباتی کشمکش کا شکار ہو جائے، اس کے ساتھ کچھ غلط ہونے لگے تو وہ چاہتے ہوئے بھی اپنی بات والدین سے شیئر نہیں کر پاتا...... اور یوں یہ صورت حال کبھی خدانخواستہ ناقابل تلافی نقصان کا باعث بن جاتی ہے۔

یاد رکھیے......انگلی پکڑ کر چلانے والے ہاتھ جب ہاتھ چھوڑ دیں تو پھر جانے کون کون انگلیاں پکڑتا ہے اور کس کس سمت لے جاتا ہے۔ اپنے احساسات کو جھنجھوڑیئے اپنی غفلت کو دور کیجیے۔مستقبل کے ان ہونہار نونہالوں کو اپنے سے قریب کیجیے، ان سے مشورے کیجیے، انہیں اہمیت کا احساس دلایئے، گاہے ان کے ساتھ تبادلۂ خیال کیا کیجیے اور ان کے دل جیت لیجیے......قبل اس کے کہ آپ انہیں ہمیشہ کے لئے کھو دیں......! اللہ سبحان و تعالی ہم سب کو عقل سلیم عطا فرمائے اور اچھے والدین بننے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین یارب العالمین۔

☆☆☆☆☆

آپ کے مسائل اور اُن کا حل

دوستی میں غیر مسلم (ہندوؤں) کے ساتھ ہولی کھیلنا کیسا؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تمام علمائے کرام کی بارگاہ میں ایک سوال ہے ہولی کے موقع پر دوستی کے ناطے مسلمان کو ہندو لوگوں سے رنگ لگوانا کیسا ہے، حوالے کے ساتھ جواب عنایات فرمائیں۔

وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

الجواب: ہولی کھیلنا کھلوانا حرام بدکام بدانجام منجر بکفر ہے۔ اور امام اہلسنّت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ غمز العیون میں فرماتے ہیں: من استحسن فعلا من افعال الکفار کفر باتفاق المشائخ کہ جس نے کافروں کے کسی فعل کو اچھا سمجھا، کیا بالاتفاق عندالمشائخ وہ کافر ہوگیا۔

لہٰذا جو مسلمان اس میں شریک ہوئے ان پر لازم ہے کہ صدق دل سے توبہ استغفار کریں اور تجدید ایمان بھی کرلیں اور بیوی والے ہوں تو تجدید نکاح بھی کرلیں تو زیادہ بہتر ہوگا، اور جب تک وہ لوگ حکم مذکورہ پر عمل نہ کریں ہر واقف حال مسلمان کو ان سے ترک تعلق کا حکم ہے۔

قال اللہ تعالی: وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ○

(پارہ ۷ سورہ الانعام غمز العیون فتاوی رضویہ جلد

ششم ص126)

☆......☆......☆......☆......☆......

کسی مسلمان کو مہتر یعنی (خنزیر پالنے والا) کہنا کیسا ہے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! کسی بھی سنی صحیح العقیدہ مسلمان کو مہتر کہنا کیسا ہے جیسا کہ مہتر خنزیر پالنے والے کو کہا جاتا ہے اب کہنے والوں پر کیا حکم نافذ ہوگا برائے مہربانی دلیل کے ساتھ جواب عنایت فرمائے بہت مہربانی ہوگی۔

وعلیکم السلام ورحمته الله وبركاته الجواب بعون الملك الوهاب؛

بلاوجہ شرعی کسی سنی صحیح العقیدہ مسلمان کے پیچھے پڑنا اور اسے مہتر کہنا اس کی خامیوں اور کمیوں کی تلاش میں لگے رہنا اور برا بھلا کہنا خصوصاً برسر بازار فسق وگناہ ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

(ليس المؤمنين بالطعان ولا اللعان ولا الفاحش ولا البذی)

یعنی مسلمان لعن طعن کرنے والا: فحش گو اور بیہودہ گو نہیں ہوتا۔

(ترمذی شریف، جلد دوم، ص ۱۸)

اور جو شخص سنی مسلمان ہے ظاہر ہے کہ وہ بھی انسان ہی ہے اور ایک مسلمان کو تکلیف دینا ہے اور مسلمان کو تکلیف پہنچانا حضور نبی کریم کو تکلیف پہنچانا ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

(من اذی مسلما فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی الله)

یعنی جس نے کسی مسلمان کو تکلیف پہنچائی اس نے مجھ کو تکلیف پہنچائی اور جس نے مجھ کو تکلیف پہنچائی اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائی۔

حدیث شریف میں ہے:

(كما تدين تدان)

یعنی جیسا تو دوسرے کے ساتھ کریگا ویسا

ہی اللہ تعالی تیرے ساتھ کریگا۔

(کنزالعمال، جلد ۱۵، ص ۷۷۲)

لہٰذا صورت مسؤلہ میں زید توبہ و استغفار کرے اور جن کو مہتر کہ کر تکلیف رسائی کی ہے اس سے معافی مانگے ورنہ عنداللہ مواخذہ ہوگا۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب

......☆......☆......☆......☆......

انگوٹھی کونسے ہاتھ میں اور کونسی انگلی میں پہننا چاہیے؟

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

یہ بتائیں کہ انگوٹھی کونسے ہاتھ میں اور کونسی انگلی میں پہننا چاہیے۔

وعلیکم السلام ورحمة الله وبركاته الجواب بعون الملك الوهاب

حدیث پاک میں ہے

(أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبِسَ خَاتَمَ فِضَّةٍ فِي يَمِينِهِ فِيهِ فَصٌّ حَبَشِيٌّ كَانَ يَجْعَلُ فَصَّهُ مِمَّا يَلِي كَفه)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنی جس میں حبشی نگینہ تھا آپ اس کا نگینہ ہتھیلی شریف سے متصل رکھتے تھے۔ (بحوالہ: مسلم، بخاری)

خلاصہ: بعض روایات میں ہے کہ پیلے یاقوت کی انگوٹھی طاعون سے محفوظ رکھتی ہے، بعض میں ہے کہ عقیق کی انگوٹھی فقیری دور کرتی ہے، یہ احادیث بہت سی اسنادوں سے مروی ہیں لہٰذا قوی ہیں۔

(وَعَنْهُ قَالَ: كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذِهِ وَأَشَارَ إِلَى الْخِنْصِرِ مِنْ يَدِهِ الْيُسْرَى. بحواله: رَوَاهُ مُسلم)

روایت ہے انہی سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی اس میں تھی اور اپنے بائیں ہاتھ کی چھنگلی کی طرف اشارہ کیا۔

خلاصہ: یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

اپنے بائیں ہاتھ کی چھنگلی میں انگوٹھی پہنی اسی طرح یعنی اس انگلی میں انگوٹھی پہننا بھی جائز بلکہ سنت سے ثابت ہے۔

وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسلم إِن أَتَخَتَّمَ فِي إِصْبَعِي هَذِهِ أَوْ هَذِهِ قَالَ: فَأَوْمَأَ إِلَى الْوُسْطَى وَالَّتِي تَلِيهَا) (بحوالہ: رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

روایت ہے حضرت علی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس سے منع کیا کہ میں اپنی اس انگلی میں یا اس میں انگوٹھی پہنوں فرمایا کہ بیچ والی انگلی اور اس کی برابر والی کی طرف اشارہ فرمایا۔

خلاصہ: خیال رہے کہ عورتوں کو ہر انگلی میں انگوٹھی پہننا جائز ہے مگر مردوں کو تین انگلیوں میں پہننا منع ہے: انگوٹھا، کلمہ کی انگلی اور بیچ کی انگلی اور دو انگلیوں میں پہننا مستحب ہے چھنگلی اور اس کے برابر والی میں، یوں ہی مرد صرف ایک انگوٹھی پہن سکتا ہے وہ بھی چاندی کی سوا چار ماشہ تک، عورتیں سونے چاندی کی دس انگوٹھیاں دسوں انگلیوں میں پہن سکتی ہیں۔

(عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَتَّمُ فِي يَمِينِه)

(بحوالہ: رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه)

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن جعفر فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، جلد ششم، ص139، دعوت اسلامی گلوبل اون لاین)

مختلف روایات کی وجہ سے بائیں ہاتھ میں پہننا بھی ثابت ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

......☆......☆......☆......☆......

باطل اور بے اصل باتیں

امام ضامن باندھنا

سفر پر جانے والے کے بازو پر امام ضامن کا جو پیسہ باندھا جاتا ہے، اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت، 382)

☆......☆......☆

رات کو آئینہ دیکھنا

رات کے وقت آئینہ دیکھنے کی ممانعت نہیں۔ بعض عوام کا خیال ہے کہ اس سے منہ پر چھائیاں پڑتی ہیں اس کا بھی کوئی ثبوت نہیں، نہ شرعاً نہ طبعاً اور عورت اپنے شوہر کے سنگار کے واسطے آئینہ دیکھے ثواب عظیم کی مستحق ہے۔ ثواب کی بات بے اصل خیالات کی بناء پر منع نہیں ہوسکتی۔ (فتاویٰ رضویہ)

☆......☆......☆

بلی کا گذر

بلی راستے میں آجائے تو بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آگے جانا نحوست ہے یہ خیال بھی غیر درست ہے۔

☆......☆......☆

کتے کا رونا

بعض عورتوں میں یہ بات مشہور ہے کہ کتے کے بھونکنے (آوازیں نکالنے سے) موت پھیلتی ہے۔ اور جس گھر کے قریب بیٹھ کر وہ آوازیں نکالے اس گھر میں موت واقع ہوتی ہے۔ یہ بے اصل اور جہالت کی بات ہے۔

☆......☆......☆

ہتھیلی کی خارش

اکثر عوام کہتے ہیں کہ ہتھیلی میں خارش

ہونے (ہتھیلی کھجانے سے) مال ملتا ہے اور تلوے میں خارش ہونے سے یا جوتے پر جوتا چڑھنے سے سفر درپیش ہوتا ہے۔ یہ سب لغو اور مہمل باتیں ہیں۔

☆......☆......☆

آنکھ پھڑکنا

بعض عوام کا کہنا ہے کہ مرد کی بائیں آنکھ اور عورت کی دائیں آنکھ پھڑکنے سے کوئی مصیبت رنج اور اس کے برعکس ہونے سے خوشی پیش آتی ہے۔ یہ محظ غلط خیال ہے۔

☆......☆......☆

کوّے کی آواز

بعض عورتیں مکان کے منڈیر پر کوے کے بولنے سے کسی مہمان کی آمد کا شگون لیتی ہیں۔ یہ خیال غلط ہے۔

☆......☆......☆

ہچکی کی حقیقت

اکثر لوگوں میں یہ بات بہت مشہور ہو چکی ہے کہ جب ہچکی آتی ہے تو کوئی یاد کرتا ہے۔ یہ بالکل بے اصل بات ہے۔

پاؤں ہلانے کی روایت

عوام میں یہ مشہور ہے کہ کسی کی چار پائی یا پلنگ پر بیٹھ کر پاؤں ہلانے سے وہ قرض دار ہوجاتا ہے۔ یہ بے اصل اور غلط بات ہے۔

☆......☆......☆

قینچی بجانا

عوام میں یہ مشہور ہے کہ قینچی نہ بجاؤ، آپس میں لڑائی ہوتی ہے بالکل بے اصل بات ہے۔

☆......☆......☆

نمک کی حکایت

بعض عورتوں میں یہ مشہور ہے کہ زمین پر نمک گرادینے سے قیامت کے دن پلکوں سے اٹھانا پڑے گا۔ یہ خیال محض بے اصل ہے۔

(سنی بہشتی زیور اشرفی، صفحہ نمبر 581)

☆......☆......☆

مرغ کی بانگ

لوگوں میں مشہور ہے کہ شام کے وقت مرغا اذان بانگ دے تو اس کو فوراً ذبح کردو کیونکہ یہ اچھا شگون نہیں۔ یہ بات جہالت پر

مبنی اور بے اصل ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ سفید مرغ باعث برکت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے بھی اپنے گھر میں مرغ رکھا تھا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سفید مرغ رکھا کرو کیونکہ جس گھر میں سفید مرغ ہوگا نہ تو شیطان اس کے قریب جائے گا نہ تو جادوگر اور ان گھروں میں بھی (نہیں) جو اس گھر کے اردگرد ہونگے۔

(معجم اوسط طبرانی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مرغ نماز کے لیے اذان دیتا ہے، جو شخص سفید مرغ رکھے گا اس کی تین چیزوں سے حفاظت کی جائے گی۔ شیطان کے شر سے، جادوگر کے شر سے، کاہن کے شر سے۔

(شعب الایمان بیہقی، کنز العمال)

(بحوالہ سنی بہشتی زیور اشرفی، صفحہ نمبر 583)

چھینک اور بدفالی

شیخ الحدیث علامہ عبد المصطفی اعظمی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں: بعض جاہل لوگ چھینک کو بدشگونی سمجھتے ہیں اگر کسی کام کے لیے جاتے وقت خود کسی کو یا کسی دوسرے کو چھینک آئی تو لوگ یہ بدفالی لیتے ہیں کہ یہ کام نہیں ہوگا یہ بہت بڑی جہالت اور بے عقلی کی دلیل ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ چھینک اللہ تعالی کو پسند ہے اور یہ بھی ایک حدیث میں ہے کہ اگر کوئی بات کرتے ہوئے چھینک آجائے تو یہ چھینک اس بات پر "شاہد عدل" ہے۔

اب غور کرو کہ جب چھینک کو رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے "شاہد عدل" کا لقب دیا تو پھر بھلا چھینک منحوس اور بدشگونی کا سامان کیسے بن سکتی ہے؟ اس لیے لوگوں کو اس عقیدہ سے توبہ کرنی چاہیے کہ چھینک منہوس اور بدفالی کی چیز ہے خداوند کریم عزوجل مسلمانوں کو اتباع سنت اور پابندی شریعت کی توفیق بخشے آمین۔ (جنتی زیور، 430،431)

دکھتی آنکھ کا پانی

دُکھتی آنکھ سے جو پانی نکلے نَجاست غلیظہ ہے۔ یوہیں ناف یا پستان سے درد کے ساتھ پانی نکلے نَجاستِ غلیظہ ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ آنکھ دکھنے میں جو پانی بہتا ہے لوگ اسے اپنا لباس وغیرہ پونچھ لیا کرتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ آنسو کی طرح ہے حالانکہ یہ غلط ہے۔ جس کپڑے سے پونچھا گیا وہ بھی ناپاک ہوگیا۔

(ماخوذ بہار شریعت، 2/392)

☆......☆......☆

دودھ پیتے بچے کا پیشاب

دودھ پیتے لڑکے اور لڑکی کا پیشاب نجاست غلیظہ ہے، یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ دودھ پیتے بچے کا پیشاب پاک ہے یہ بالکل غلط ہے۔ (قانون شریعت، 104)

☆......☆......☆

ستر دیکھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا

عوام میں جو مشہور ہے کہ گھٹنا یا اور ستر کھلنے یا اپنا یا پرایا ستر دیکھنے سے وُضو جاتا رہتا ہے محض بے اصل بات ہے۔ ہاں وُضو کے آداب سے ہے کہ ناف سے زانو کے نیچے تک سب ستر چھپا ہو بلکہ استنجے کے بعد فوراً ہی چھپا لینا چاہیے کہ بغیر ضرورت ستر کھلا رہنا منع ہے اور دوسروں کے سامنے ستر کھولنا حرام ہے۔ (بہار شریعت، ج1، 2/311)

☆......☆......☆

عقیقہ کا گوشت

عوام میں یہ بہت مشہور ہے کہ عقیقہ کا گوشت بچہ کے ماں باپ اور دادا دادی، نانا نانی نہ کھائیں یہ محض غلط ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

(بہار شریعت، 15/359)

☆......☆......☆

نماز کا فدیہ

بعض ناواقف یوں فدیہ دیتے ہیں کہ نمازوں کے فدیہ کی قیمت لگا کر سب کے بدلے میں قرآن مجید دیتے ہیں اس طرح کل فدیہ ادا نہیں ہوتا یہ محض بے اصل بات ہے بلکہ صرف اتنا ہی ادا ہوگا جس قیمت کا مصحف شریف ہے۔

قضائے عمری

قضائے عمری کہ شبِ قدر یا اخیر جمعۂ رمضان میں جماعت سے پڑھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ عمر بھر کی قضائیں اسی ایک نماز سے ادا ہوگئیں، یہ باطل محض ہے۔

(بہارشریعت،711/4)

☆......☆......☆

جاہل گنوار ہونا عذر نہیں

حضرت علامہ قاضی شمس الدین احمد جونپوری علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں: اَن پڑھ یا گنوار ہونا یا عورت ہونا کوئی عذر نہیں سب پر شرع کی ضروری باتیں سیکھنا فرض ہے۔ اگر اپنے فرائض و واجبات کو نہ جانے گا تو گنہگار اور عذاب میں گرفتار ہوگا۔

(قانون شریعت،240)

☆......☆......☆

اندھے سے پردہ

عوام میں مشہور ہے کہ نامحرم عورتوں کو اندھے سے پردہ کرنا لازم نہیں۔ یہ بالکل غلط ہے۔ اندھے سے پردہ ویسا ہی ہے جیسا آنکھ والے سے، اور اس کا گھر میں جانا عورت کے پاس بیٹھنا ویسا ہی ہے جیسا آنکھ والے کا۔

(احکام شریعت،267)

☆......☆......☆

کافرعورت سے پردہ

کافرعورت سے اسی طرح پردہ ہے جیسے غیرمرد سے۔

سرکار اعلی حضرت علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں: شریعت کا تو یہ حکم ہے کہ کافرہ عورت سے مسلمان عورت کو ایسا پردہ واجب ہے جیسا انہیں مرد سے، یعنی سر کے بالوں کا کوئی حصہ یا بازو یا کلائی یا گلے سے پاؤں کے گٹوں کے نیچے تک جسم کا کوئی حصہ مسلمان عورت کا کافرہ عورت کے ساتھ کھلا ہونا جائز نہیں۔ (فتاوی رضویہ،693/23)

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی و نسلم علٰی رسولہ الکریم سیدنا محمد خاتم النبیین

بارگاہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں فریاد

غوث اعظم بمن بے سرو ساماں مددے
قبلۂ دیں مددے کعبۂ ایماں مددے

بے سہاروں کے سہارا، لاچاروں کے دستگیر، شہنشاہِ بغداد آرزوؤں کے ہاتھ آپ کے دربار گہر بار کی طرف پھیلے ہوئے ہیں، آنسوؤں سے بوجھل آنکھیں داستانِ غم سنا رہی ہیں، قلب حزیں بے تاب دھڑکنوں کے ساتھ افسانۂ دل کہہ رہا ہے، صدقہ رسول ہاشمی کا، صدقہ سیدہ فاطمہ کے مبارک آنچل کا، صدقہ کربلا کے باعظمت مسافروں کا، دھڑکتے دل اور جھکی گردن کی لاج رکھ لیجیے،

سنا ہے آپ دردمندوں کی فریاد سنتے ہیں، غموں کا مارا ہوا دل آپ کو پکار رہا ہے، قلبِ حزیں امیدوں کے ساتھ آپ کو آواز دے رہا ہے، نالۂ دل آپ کی نگاہِ عنایت کا متمنی ہے، غموں کی مسلسل چوٹ سے آب گینۂ دل ٹوٹ کر رہ گیا ہے۔ شان کرم کی عطا چاہیے، وہ عطا جس سے دلوں کی دنیا میں انقلاب آیا، وہ عطا جس سے سوئے نصیبے جاگ اٹھے، وہ عطا جس سے رہزن رہبر بن گئے، وہ عطا جس سے ایمان کی کھیتی سیراب ہوئی، اپنے بھکاری کا دامن مرادوں سے بھر دیجیے، سُنا ہے کہ آپ کوئی دم میں غربت اور افلاس کے ماروں کے دامن بھر بھر دیتے ہیں، آپ کی سخاوت اور عطا کے آگے لینے والوں کے دامن تنگ پڑ جاتے ہیں، لیکن آپ کی سخاوت کے دھارے خشک نہیں ہوتے، آپ کی نوازش کے دریا لبریز ہیں،

صدقہ رسول پاک کا جھولی میں ڈال دو
ہم قادری فقیر ہیں یا غوث المدد

اے دکھ درد کے مارے ہوؤں کو دیکھ کر بے قرار ہو جانے والے، اے سیدہ فاطمہ کے لاڈلے، اے سرکار امام حسن کے جگر گوشہ، تھرتھراتے ہاتھوں اور بہتے آنسوؤں کی لاج رکھ لیجیے، تکمیل تمنا کا کچھ ساماں کر دیجیے، اپنی کرامتوں کی عظمت پھر دکھایئے، ہمارے چمن سے خزاں کے اثرات دور کر کے پھر بہار آشنا کر دیجیے۔

اے شہنشاہِ بغداد! آپ کی ذات گرامی مجبور و ناتواں کے لیے امیدوں کا مسکن اور غم کے ماروں کے لیے چارہ گر ہے، اپنے پیاروں کی عظمت و وقار کا صدقہ میری فریاد سنیے، غریبوں کی آہ و فغاں سننے والے دستگیر، دل مہجور کو توانائی دینے والے سرکار ہم غم کے مارے ہیں، شکست خوردہ ہیں، زبوں حال ہیں، ناتواں ہیں، ستم زدہ ہیں، بے رحم دنیا نے ہمیں پسپا کر دیا ہے، ہماری راحت اور ہمارا سکون چھین لیا ہے، ہماری خوشیوں کا نشیمن اجاڑ دیا ہے، ہم غلاموں کی دردانگیز فریاد سنیے،

ترے ہوتے ہم پر ستم ڈھائیں دشمن
ستم ہے ستم ہے ستم غوث اعظم

سنا ہے آپ امت مسلمہ کے بڑے مدد فرمانے والے ہیں، اسی لیے آپ کو ساری دنیا غوث اعظم کے نام سے یاد کرتی ہے، ہماری بھی مدد فرمایئے، بغداد مقدس کے باوقار اور ضیا بخش گنبد میں آرام فرمانے والے دستگیر، غموں سے نڈھال غلاموں کے آنسوؤں کی لاج رکھ لیجیے۔ ہماری فریاد سنیے کہ ہم کس سے کہیں، آپ کے دامن کرم سے وابستہ ہیں، آستانۂ کرم چھوڑ کر کہاں جائیں؟ اپنے عقیدت مندوں اور غلاموں کا دکھ دور فرما دیجیے، شادمانی کی منزل سے ہم کنار کر دیجیے، ہماری موجودہ پریشانیوں کو ہٹا دیجیے، آنے والے مصائب و آلام سے بچا کر نجات کا مژدہ سنا دیجیے،

ہمیں یقین کامل ہے کہ: ہماری فریاد رائیگاں نہیں جائے گی، آپ کی مدد تو اس کو بھی پہنچتی ہے جس کا کوئی مددگار نہیں، آپ آل رسول ہیں، عاشق رسول ہیں، نائب رسول ہیں، سنتوں کے ایسے عامل ہیں کہ جس کی مثال نہیں پیش کی جا سکتی، بھیگی پلکوں کا بھرم رکھ لیجیے، دل کے جذبات کی لاج رکھ لیجیے، اور ہماری مدد فرما کر زندگی کی زبوں حالی دور فرما دیجیے،

نہیں کوئی بھی ایسا فریادی آقا
خبر جس کی تم نے نہ لی غوث اعظم

واسطہ گنبد خضرا کی بہاروں کا، ہمیں طیبہ کی حاضری کا مژدہ عطا ہو، واسطہ طیبہ کے ذروں کا ہمیں نجات کا پروانہ عطا ہو، واسطہ بغداد کے کوچوں کا ہمیں قادریت پہ استقامت نصیب ہو۔ آمین

★★★